

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی ریسنٹیسواں اجلاس

مباحثات 2017ء

﴿ بروز جمعرات مورخہ 2 مارچ 2017ء (2 جمادی الثانی 1438 ہجری) ﴾

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
2	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1
3	وقفہ سوالات۔	2
15	رخصت کی درخواستیں۔	3
20	مشترکہ تحریک التوا نمبر 1 منجانب: جناب نصر اللہ خان زیرے، آغا لیاقت علی، جناب منظور احمد کاکڑ، جناب ولیم جان برکت، محترمہ معصومہ حیات صاحبہ، محترمہ سپوٹز مینی اچکزئی صاحبہ، محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ، اراکین اسمبلی۔	4
23	تحریک التوا نمبر 3 منجانب: انجینئر زمر خان اچکزئی، رکن اسمبلی۔	5
48	مشترکہ قرارداد نمبر 123 منجانب: محترمہ حسن بانو رخشانی صاحبہ اور محترمہ کشور احمد جنگ صاحبہ، اراکین اسمبلی۔	6
59	قرارداد نمبر 125 منجانب: مولانا عبدالوسع، رکن اسمبلی۔	7

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعرات مورخہ 2/مارچ 2017ء (2 جمادی الثانی 1438 ہجری) بوقت سے پہر
4 بجکر 35 منٹ پر زریں صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان ڈرانی، اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال
کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

لَا یَغُرَّتْکَ تَقَلُّبُ الدِّیْنِ کَفَرُوا فِی الْبِلَادِ ط ۱۹۶ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ فف ثُمَّ مَا وَثَّوْهُمْ جَهَنَّمَ ط وَبِئْسَ

الْمِهَادُ ط ۱۹۷ لٰكِنِ الدِّیْنِ اتَّقُوا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِیْنَ

فِیْهَا نَزَّلَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلَّذٰلِحِیْنَ ط ۱۹۸

﴿ پارہ نمبر ۳ سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ آیَاتِ نَمْبِرِ ۱۹۶ تا ۱۹۸ ﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - تجھے کافروں کے شہروں میں چلنا پھرنا فریب میں نہ ڈال دے۔ یہ تو بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے اس کے بعد اسکا ٹھکانا تو جہنم ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے اُنکے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اُن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ مہمانی ہے اللہ کی طرف سے اور نیک کاروں کیلئے جو کچھ اللہ کے پاس ہے، وہ بہت ہی بہتر ہے۔ وَمَا عٰمِلٰتِنَا اِلَّا الْاِبْلَٰغُ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وقفہ سوالات مورخہ 22 ستمبر 4 نومبر 2016ء اور 10 جنوری 2017ء کے مؤخر شدہ سوالات۔ انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 277 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: سوال نمبر۔ 277

☆ 277 انجینئر زمرک خان اچکزئی: نوٹ۔ 24 دسمبر 2015ء کو موصول ہوا 22 ستمبر 4 نومبر

7 نومبر 2016ء اور 10 جنوری 2017ء کو مؤخر شدہ۔

کیا وزیر بی ڈی اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ ضلع قلعہ عبداللہ میں فراہمی آب کے متعدد منصوبے شروع کئے جا چکے ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو ان منصوبوں کے نام، مختص کردہ رقم اور مدت تکمیل کی تفصیل دی جائے۔ نیز زیر غور منصوبوں کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر بی ڈی اے:

مذکورہ سوال کا جواب نفی میں ہے۔

میڈم اسپیکر: جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ٹھیک ہے اسمیں انہوں نے تو تفصیل مانگی تھی کہ منصوبوں کے آب نوشی کے یا water supply schems ہیں تو اس کی تفصیل انہوں نے کہا کوئی نہیں ہے تو ٹھیک ہے۔

میڈم اسپیکر: Ok. سوال نمبر 277 کو نمٹا دیا گیا انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 324 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: سوال نمبر۔ 324

☆ 324 انجینئر زمرک خان اچکزئی: نوٹ۔ 10 اگست 2016ء کو موصول ہوا 22 ستمبر 4 نومبر

7 نومبر 2016ء اور 10 جنوری 2017ء کو مؤخر شدہ۔

کیا وزیر بی ڈی اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بی ڈی اے کے زیر انتظام روڈز، نالیاں اور بلڈنگز وغیرہ کے متعدد پروجیکٹس پر کام جاری ہے۔

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان پروجیکٹس کی کل تعداد کتنی ہے اور یہ کن کن انجینئرز کی زیر نگرانی تعمیر کئے

جار ہے ہیں متعلقہ کنسٹرکشن کمپنیوں کی تفصیل مع ڈی پی آر نمبر دی جائے۔ نیز روڈ سیکٹر کے پروجیکٹس پر جاری کاموں کی ضلع وار تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر پی ڈی اے:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ بی ڈی اے کے زیر انتظام روڈز، نالیاں اور بلڈنگز وغیرہ کے متعدد پروجیکٹس پر کام جاری ہے۔

(ب) ان پروجیکٹس کی کل تعداد 98 ہے جو اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی اس میں زمرک خان۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اس میں میڈم اسپیکر! ایک ضمنی سوال جو میں نے کرنا ہے اس میں پوچھنا ہے کہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ پروجیکٹس کام کر رہے ہیں مختلف نالیاں، روڈز، بلڈنگز میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بی ڈی اے کے mandate میں جو روڈ، نالیاں اور بلڈنگز رولز کے جو بنا رہی ہے وہ کونسے رولز کے تحت بنا رہی ہے اصل میں بی ڈی اے کا مقصد کیا ہے ان کی وضاحت کریں اور یہ جو روڈز، نالیاں، بلڈنگز ہیں یہ لوکل گورنمنٹ بھی بنا رہی ہے سی اینڈ ڈبلیو بھی بنا رہا ہے ایگریکلچر بھی بنا رہا ہے ایریگیشن بھی بنا رہا ہے۔ تو ان میں تھوڑا سا یہ ہے کہ ایگریکلچر کا کام ایگریکلچر کر رہا ہے ایریگیشن کی نالیاں یا protection wall ہے وہ بنا رہا ہے روڈ سی اینڈ ڈبلیو بنا رہا ہے بلڈنگ بھی وہی بنا رہا ہے لوکل گورنمنٹ میں بھی کچھ اپنی جو چھوٹی چھوٹی نالیاں ہیں چھوٹے چھوٹے روڈز ہیں وہ بنا رہی ہے۔ تو اصل میں میرا مقصد یہی ہے کہ اس کے وزیر مجھے بتادیں کہ اصل میں اس کا مقصد کیا ہے تھوڑی سی وضاحت کر دیں کہ رولز میں کیا ہے بی ڈی اے کا کیا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی منسٹر پی اینڈ ڈی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور پی ڈی اے): معزز رکن کا سوال بھی بجا ہے پچھلی گورنمنٹ میں بھی رہے ہیں اس وقت بھی بی ڈی اے کا یہی کام کاج تھا اور ابھی بھی بی ڈی اے ایک ایکٹ کے تحت کام کر رہی ہے اور اس ایکٹ میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں یہ mandate ان کو دیا گیا ہے میرے خیال میں جب یہ اتھارٹی بنی ہے 80 میں اس وقت سے یہ کرتے چلے آ رہے ہیں تو اس طرح کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ گورنمنٹ نے کسی بھی اسٹیج پر یہ فیصلہ کیا ہو کہ سٹرک فلاں محکمہ بنائے گا فلاں نہیں بنائے گا یا تو سب کو یہ mandate دیا گیا ہے ایکٹ کے تحت تو سب uniformly اس پر عمل پیرا ہے اور یہی کام کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے جی زمرک خان۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اسمیں اس سے اتنا پوچھنا ہے کہ یہ کونسا ایکٹ ہے کونسے ایکٹ کے تحت کر رہے ہیں جن کو اختیارات ملے ہیں اس چیز کے وہ ایکٹ ذرا بتادیں۔

وزیر پی ڈی اے: exact مجھے پتہ نہیں ہے ایکٹ کا جب یہ اتھارٹی بنی ہے تو کسی ایکٹ کے تحت بنی ہے اور یہ 25-30 سال سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ میرے خیال میں 25-30 سال میں اگر کوئی یہ لوگ illegale کرتے ہیں یا ان کے پاس اختیار نہ ہوتا یا اس ایکٹ میں یہ چیز شامل نہ ہوتی میں معلومات کر کے ایکٹ کی تاریخ آپ کو بتا دوں گا۔

میڈم اسپیکر: جی ٹھیک ہے وہ کہہ رہا ہے میں معلومات کر کے آپ کو بتا دوں گا۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ٹھیک ہے next پر ہمیں اس کی تفصیل دی جائے۔ اور اس میں دوسرا جزو جو انہوں نے دیا ہے (ب) ان پراجیکٹ کی کل تعداد 98 ہے جن کی تفصیل آخر پر منسلک ہے اس میں ایسی تفصیل دی ہوئی ہے میں صرف اس میں ایک چیز مانگتا ہوں کہ ان کی تفصیل کے ساتھ یہ (ب) جزو کی بھی مجھے تفصیل چاہیے اس میں یہ جو NIT notice inviting tenders اور ان کی فیس ٹینڈرفیس کی مد میں چالان کال ڈیپازٹ اور کمپیوٹرائزڈ اسٹیٹمنٹ کی کاپیاں ہمیں مہیا کی جائیں جو (ب) جزو یہاں ہے۔

وزیر پی ڈی اے: اسی سوال کا؟

میڈم اسپیکر: جی وہ کہہ رہے ہیں اسی سوال میں ٹینڈر کی جو تمام تفصیلات ہیں وہ بھی چاہئیں۔

وزیر پی ڈی اے: تو یہ بہت پرانا سوال ہے وہ شاید اپنی افادیت کھو بیٹھا ہے کچھلی گورنمنٹ کے اس کے ہیں ٹینڈرنگ کی تمام details دی ہوئی ہیں سو یہ بڑی بات ہے کہ ہم بار بار اس کو repeat کریں سوائے چار پانچ کے۔ کچھلی گورنمنٹ کے ٹینڈر کی تفصیلات ہمیں نہیں مل رہی تھیں اسکی جگہ خالی ہے باقی تمام اسکیموں کی ہیں۔ میڈم اسپیکر: میرے خیال میں انہوں نے کافی تفصیلات دے دی ہیں زمرک خان صاحب! پیچھے اگر آپ دیکھ لیں میرے خیال میں آپ۔۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: خیر ہے پہلے وہ اس کا جواب دے دیں اور سوال پھر میں اس میں۔

وزیر پی ڈی اے: میڈم اسپیکر تمام ٹینڈرنگ کے نمبر دیئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: پڑے ہوئے ہیں میں نے پڑھ لیا اس میں۔

وزیر پی ڈی اے: لیکن ہمیں جو ڈی پی آر نہیں مل رہے تھے وہ کچھلی گورنمنٹ میں تھے وہ جگہ خالی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں جی بالکل۔ انہوں نے اپنے دور کے تمام۔ انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ

اپنا سوال نمبر 282 دریافت فرمائیں۔ 324 نمٹا دیا گیا ہے۔
 انجینئر زمرک خان اچکزئی: اس میں ایک چیز ہے وہ جو تفصیل ایکٹ کی میں نے پوچھی تھی میڈم۔
 میڈم اسپیکر: جی وہ ان کو دیں گے جو آپ نے کہا ہے وہ تفصیل اس کے ساتھ دیگا۔
 وزیر پی ڈی اے: ایکٹ کے ساتھ۔
 انجینئر زمرک خان اچکزئی: جی جی۔
 میڈم اسپیکر: جی زمرک خان صاحب! آپ اپنا سوال پکاریں۔
 انجینئر زمرک خان اچکزئی: جی۔
 میڈم اسپیکر: آپ اپنا سوال پکاریں۔
 انجینئر زمرک خان اچکزئی: نہیں اگلا سوال۔
 میڈم اسپیکر: جی میں نے آپ سے کہا ہے۔
 انجینئر زمرک خان اچکزئی: اچھا سوال نمبر۔ 282 - sorry میں نے نہیں سنا۔
 میڈم اسپیکر: ابھی آپ اپنا سوال نمبر 282 دریافت کریں۔
 وزیر پی ڈی اے: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 282 انجینئر زمرک خان اچکزئی: نوٹ۔ یکم مارچ 2016ء کو موصول ہوا 22 ستمبر 4 نومبر
 7 نومبر 2016ء اور 10 جنوری 2017ء کو مؤخر شدہ۔

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔
 (الف) کیا یہ درست ہے کہ انرجی سیکٹر سے متعلق اسکیمات کا جائزہ لینے اور زیر غور لانے کیلئے پی ڈی ڈبلیو پی
 کی ایک میٹنگ 13 جنوری 2016ء کو منعقد کی گئی؟
 (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ میٹنگ میں سوائے پی ایس ڈی پی نمبر 2127 کی دیگر وہ تمام اسکیمات
 بشمول چند مزید اسکیمات مورخہ 26 نومبر 2015ء کی میٹنگ کے نظر ثانی شدہ ایجنڈے میں شامل پی ایس ڈی
 پی نمبرز 190, 1120, 2090, 2144, 2102, 2164, 2209, 2280 اور 2064 زیر غور
 لائے گئے۔

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو محکمہ انرجی کی جانب سے ارسال کردہ پی ایس ڈی پی
 نمبر 2127 کے پی سی ون کو نظر انداز جبکہ اس کے بعد موصول ہونے والے پی سی ونز کو ایجنڈے میں شامل

کرانے کی وجوہات نیز اس سلسلے میں ذیل وضاحتوں کی تفصیل بھی دی جائے؟

- 1- اگر مذکورہ پی سی ون میں کوئی فنی خرابی پائی گئی تھی تو اس کو دور کرنے کیلئے کیا اقدامات کئے گئے؟
- 2- مذکورہ پی ایس ڈی پی کی مد میں مختص کردہ فنڈ کو مقررہ وقت یعنی جون 2016ء سے پہلے استعمال کو یقینی بنانے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

- 3- مورخہ یکم نومبر 2015ء تا 8 فروری 2016ء کے دوران انرجی سیکٹر سے متعلق اسکیمات کو زیر غور لانے کیلئے کل کتنی میٹنگز منعقد ہوئیں۔ نیز 13 جنوری 2016ء کو منعقد ہونے والی میٹنگ میں جن اسکیمات کے پی سی ونز بشمول پی ایس ڈی پی نمبر 2127 زیر غور لائے گئے کے فاروڈنگ لیٹرز کی کاپیاں جو محکمہ انرجی نے محکمہ پی اینڈ ڈی کو ارسال کیں وہ بھی فراہم کی جائیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ انرجی سیکٹر کی اسکیمات زیر غور لانے کیلئے PDWP کی میٹنگ 13 جنوری 2016ء کو منعقد کی گئی۔

(ب) جی ہاں یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ میٹنگ میں سوائے پی ایس ڈی پی۔ 2127 کی تمام کلیئر اسکیمات رکھی گئی تھیں پی ایس ڈی پی نمبر 2127 نہ رکھنے کی وجہ اس سکیم میں Technical error تھی جن کو انرجی ڈیپارٹمنٹ نے دور کرنا تھا،

(ج) جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے وضاحتوں کی تفصیل درج ہے:

1- مذکورہ پی سی ون میں Technical error تھی اور اس کے لئے انرجی ڈیپارٹمنٹ کو لیٹر لکھا گیا تھا۔ (لیٹر منسلک ہے)

2- مذکورہ پی ایس ڈی پی کی مد میں مختص کردہ فنڈ کو مقررہ وقت یعنی جون 2016ء سے پہلے استعمال کو یقینی بنانے کی ذمہ داری انرجی ڈیپارٹمنٹ پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ پی سی ون بنانا اور اسکیم کو implement کرنا انرجی ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے۔

3- مورخہ 1-11-2015 سے 8-2-2016 کے دوران انرجی سیکٹر سے متعلق اسکیمات کو زیر غور لانے کے لئے کل دو میٹنگز ہوئیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: اس میں تھوڑا سا میڈم! آپ اگر پڑھ لیں جی ہاں یہ درست ہے کہ انرجی سیکٹر کی اسکیمات زیر غور لانے کے لیے PDWP کی میٹنگ 13-1-2016 کو منعقد کی گئی یہ تو مان رہے

ہے اور جی ہاں یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ میٹنگ میں سوائے PSDP 2127 کی تمام کلیئر اسکیمات رکھی گئی تھیں PSDP 212 نہ رکھنے کی وجہ سے اسکیم میں technical error تھی جن کو انرجی ڈیپارٹمنٹ نے دور کرنا تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ دیکھ لیں کہ PDWD میں ہم صرف کلیئر اسکیمات رکھتے ہیں۔ پہلے تو مجھے یہ بتائیں کہ جب کلیئر اسکیمات آپ رکھتے ہیں تو پھر یہ جو technical error والی تھیں اس کو PDWD کی میٹنگ کا حصہ کیسے بنایا گیا اور دوسری جب آپ نے بنایا پھر اس کو کس بنیاد پر آپ نے واپس کر دیا اور پھر جو بعد میں آپ نے کلیئر کر کے باقیوں کو بھیجا تو پھر اس کا کیا ہوا اور اگر آپ کلیئر اسکیمات رکھتے ہیں تو پھر PDWD کا مقصد کیا ہے ایک اسکیم جب کلیئر ہوتی ہے آپ کلیئر کر کے ایک چیز رکھتے ہیں تو اس کے لیے میٹنگ کی تو ضرورت نہیں ہوتی PDWD کی پھر تو آپ کلیئر کر کے بھیج دیں PDWD کا مقصد یہی ہے کہ conditionally approved بھی کرتے ہیں اور بھیجتے بھی ہیں صرف واحد یہ اسکیم ہے آگے آتا ہوں جزو اس سے پوچھتا ہے کہ پہلے یہ بتادیں کہ آپ کلیئر اسکیمات رکھتے ہیں تو پھر PDWD کا مقصد کیا ہے اور دوسرا جو آپ نے اسکو شامل کر دیا 2006-1-13 کی میٹنگ ایجنڈے میں شامل کی گئی تو پھر اس فورم میں پیش کیوں نہیں کیا گیا فورم میں پیش نہیں کیا گیا یہ ہمیں بتادیں اور کلیئر اسکیمات کو defer نہیں کر سکتے ہیں ان دو کے جواب دیں پھر میں دوسرے جزو پر آتا ہوں۔

وزیر بی ڈی اے: میڈم اسپیکر! یہ کوئی ایک ڈیڑھ سال پرانا سوال ہے پچھلی گورنمنٹ میں میں نے request کی آپکی سیٹ پر لیاقت آغا بیٹھے تھے کہ ان کو فریش کیا جائے ہم یہ معزز ممبر نے جو PSDP نمبر جس سوال کا بتایا ہے اس پر observations تھے اگرچہ اس کو اس میں رکھا گیا تھا یہ observations انرجی کی کاپی بھی ساتھ لگی ہوئی ہیں اور وہ اسکیمات جو تھے ان کے بھی نام ساتھ ہے تو observations انرجی والوں نے پورے نہیں کیے ہیں یہ چھٹی ساتھ لگی ہوئی ہے تو جب انرجی والے اپنے observations ٹھیک کر لیں گے تو ضرور اس کو consider کر لیں گے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم! جواب یہ نہیں ہے جب آپ 20 اسکیمات رکھتے ہیں مختلف حلقے کی اس میں PDWD کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ ساری اسکیمات دیکھتے ہیں کہ اگر اس میں کوئی غلطی ہو کوئی technical error ہو جو بھی environmental بھی ادھر دیا ہوا ہے پتہ نہیں یہ پہلی دفعہ جو objection لگایا تاریخ میں اگر کسی کی اسکیم پر یہ لگا تھا تو پھر صحیح ہے۔ conditionally انہوں نے approved کیا باقی اسکیمات کو کہ بھائی یہ جو آپ کی غلطی ہے اس کو دور کر لیں پوری کر لیں اور

اسکیم approved ہے اس کو تو ایجنڈے میں تھی ٹیبل پر کیوں نہیں لائے وہ ٹیبل پر لا کر اس پر objection لگتا انہوں نے remove کر دیا ایجنڈے سے آتے ہوئے ایجنڈے میں تھا واحد میری اسکیم ہے جس کو remove کر دیا میں اس کا جواب مانگتا ہوں وہ تو ایجنڈے میں آتا تھا پھر ایک طریقہ بن سکتا تھا انہوں نے نہیں کیا اور دوسرا ایک اس میں جو انہوں نے ایک جو جزو ہے اس کا تو انہوں نے مذکورہ پی ایس ڈی پی کی مدد مختص کردہ فنڈ کو مقررہ وقت یعنی جون سے پہلے استعمال کو یقینی بنانے کی ذمہ داری انرجی ڈیپارٹمنٹ پر ہوتی ہے کیا پھر انرجی ڈیپارٹمنٹ نے لیٹر دیا دو دفعہ ان کی technical error بھی دور کر دی اس کے بعد پھر انہوں نے کہیں کبھی رکھا ہی نہیں اس کا حصہ ہی نہیں بنایا حلفیہ بیان دے دیں کہ ایک اور بھی اس حلقے کا انکی پارٹی کا کوئی ذمہ دار آدمی ہے اس نے اپنی ایک لسٹ بھی پی اینڈ ڈی کے through اس کو process کر کے اس کا حصہ بنایا تھا کیسے بنایا تھا کس قانون کے تحت۔ مطلب وہ کوئی ذمہ دار آدمی صرف پارٹی کا ذمہ دار آدمی ہے کسی پوسٹ پر ہے نہ کسی سرکاری فورم سے elected ہے۔

میڈم اسپیکر: زمر خان صاحب! اس پر آپ۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: مجھے ذرا clear کرنے دیں۔

میڈم اسپیکر: جی آپ کا اچھا سوال ہے لیکن آپ اسے تھوڑا سا brief کریں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: ٹھیک ہے یہ ذرا ان دو چیزوں کا مجھے بتادیں۔ اور ایک یہ بھی ہے جو انہوں نے کہا میں ایک ہی جگہ کر لیتا ہوں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں علیحدہ علیحدہ کر لیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: اچھا ٹھیک ہے پہلے اس کا جواب دیدیں۔

وزیر پی ڈی اے: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی۔

وزیر پی ڈی اے: Madam Speaker! BDA, Balochistan Development Authority was established in 1974 Act by the approval from the provincial assembly and it is an executing agency.

میڈم اسپیکر: یہ ایکٹ آپ بتا رہے ہیں جس کے تحت محکمہ چل رہا ہے۔

وزیر پی ڈی اے: یہ ایکٹ جو معزز رکن پوچھ رہے تھے۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں ٹھیک ہے۔

وزیر بی ڈی اے: وہ مجھے مل گیا۔

سردار عبدالرحمن کھیران: میڈم اسپیکر! القمہ آ گیا۔

وزیر بی ڈی اے: رہ گیا اس زیر بحث سوال کا تو معزز ممبر کو ہم یقین دلاتے ہیں اگر انرجی والے وہ observations پورے کر کے تو ہم ضرور اس کو through کر لیتے ہیں یہ کہ کس نے پلان کیا ہے کس نے لسٹ بھیجی ہے یہ مجھے پتہ نہیں ہے ان کو شاید پتہ ہوگا پیشک جو آدمی، جسکو کوئی اسکیم ملتی ہے یا اسکی تجویز سے آتی ہے وہ ضرور ہم اُس میں ڈالتے ہیں لیکن اُسکی وہی conditions پوری کرنی پڑتے ہیں جو PSDP میں ہر اسکیم کی ہوتی ہیں۔ تو میں پھر چھان بین کر کے، معلومات کر کے کہ energy والوں کو پھر لکھ لیتے ہیں اگر observation جنہوں نے final کیئے ہیں تو ہم پھر اسکولے آئیں گے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! میں ایک گزارش کرونگا منسٹر صاحب سے کہ وہ چھان بین کرتے رہیں گے۔ میں اس پر اتنی ان سے گزارش کرونگا کہ خُدا را ایسا نہ کریں۔ یہ دوسرا سال ہے جون آنے والا ہے۔ پھر میری اسکیمات laps ہو جاتی ہیں وہ جو مجھے ملتی ہیں۔ شاید مجھ سے بھی کوئی ایسی بات ہوگئی کہ لوگ کہتے ہیں جی اب ہمارا حصہ لیگا۔ اگر حصے کی بات ہو تو 13.14 میں مجھے کتنے پیسے ملیں گے مولانا صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ ایک روپیہ کسی کو ملا؟ تو پھر وہ حساب بھی ہمیں دیدیں۔ ہمارے حصے کا کچھ نہیں ملا۔ میرے جو ابھی اس سال laps کروایا گیا۔ جان بوجھ کر کے laps کروایا گیا۔ تو اُس کا حصہ بھی دیدو میں بھی یہ حساب دیدونگا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ کوئی بھی طریقہ ہو آپ اس اسکیم کو نکالیں یہ علاقے کے فائدے کیلئے ہے آپکے بھائی ہیں ہمارے بھائی ہیں کہیں باہر سے کوئی نہیں آیا۔ میں کسی بھی باہر کے آدمی کو نہیں لگاؤنگا۔ میں کوئی اور سوال کرونگا۔ بعد میں پھر اسکی detail مانگوں گا اسکے پاس نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ مجھے مطمئن نہیں کر سکتے ہیں میں جو بھی اسکا ضمنی سوال کرتا ہوں وہ اُسی طرح چلا جاتا ہے یہ پورا سال چلے گا۔ اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جون بھی گزر جائیگا اور اس سوال کا جواب نہیں آئیگا۔ کیونکہ اس میں اگر میں ابھی کیا، میں اس طرح بات نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی میں کچھ کہوں کہ حلفیہ بیان دیدیں یا وہ دیدیں۔ مجھے سب کچھ پتہ ہے سب کچھ انکو بھی پتہ ہے میں اس فلور پر گزارش کرتا ہوں کہ اس اسکیم کو اگر کسی طریقے سے آپ نکالیں۔ وہ objection نہ لگائیں۔ وہ objection لگائیں جو آپ نے 3 سال 4 سال میں کسی بھی ممبر کی اسکیم پر آپ نے لگایا ہو۔ کسی بھی اپوزیشن کی اسکیم پر آپ نے لگایا ہو۔ اور زمر خان کی اسکیم پر بھی وہی لگا دو مجھے منظور ہے۔ لیکن اسکیم کو کسی

نہ کسی طریقے سے نکالیں یہ آپ سے گزارش کرتا ہوں۔ Thank you

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب!

وزیر پی ڈی اے: معزز رکن کا مشکور ہوں کہ وہ رباب کا وہ تاریخچہ لکھ رہے ہیں جو میرے بس کا نہیں ہے۔ ابھی اپوزیشن کو فنڈ نہیں ملا ہے۔ گورنمنٹ کے پاس authority ہے elected Chief Minister نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اور گورنمنٹ کے پاس یہ power ہے کہ کس کس کو فنڈ دے اور کس کس کو فنڈ نہ دے۔ ہم اجنبی نہیں ہیں ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ انکی جب گورنمنٹ تھی۔۔۔ (مداخلت)۔ توجہ چاہیے۔ انکی جو گورنمنٹ تھی اسی اختیارات کے تحت، جن اختیارات کے تحت انہوں نے اپنے ممبروں کو فنڈ نہیں دیئے ہیں۔ اسی صوبے میں اسی گورنمنٹ کے، گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ انکو نہیں دیں گے۔ جب فیصلہ کیا کہ آدھے دیں گے، آدھے دیئے۔ میرے خیال میں اس سوال کے ساتھ اسکا تعلق جوڑنا۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! kindly آپ اس پر جو پہلا سوال تھا زمر خان اچکزئی صاحب کا۔ اگر آپ انہیں اپنے چیبر میں بلا لیں اور ان سے بات کر لیں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ ایک کے بعد ایک سوال آتا ہے۔ وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: میں ہر سوال کیلئے تیار ہوں۔ میں پھر کہتا ہوں میں ان سب کیلئے تیار ہوں۔ میڈم اسپیکر: سردار صاحب! please۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم! میں نے ایک گزارش کی۔ میں ابھی تھوڑا سا اس پر آتا ہوں۔ کیا گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے؟

میڈم اسپیکر: زمر خان صاحب! وہ بول رہے ہیں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: معزز رکن نے تجویز دی یا request کی۔ میں آپ کے چیبر میں بھی آنے کے لئے تیار ہوں ایسی بات نہیں ہے۔ بعض باتیں جذبات میں اور نمبر گیم کیلئے نہیں کی جاتیں اور میں وہ نہیں کرونگا۔ ہم گورنمنٹ ہیں گورنمنٹ میں tolerance ہونی چاہیے گورنمنٹ میں ہر بات کی برداشت ہونی چاہیے۔ اپوزیشن ہے انکا حق بنتا ہے کہ ہم پر تنقید کرے۔ انہوں نے کہا حلفیہ۔۔۔ (مداخلت) سردار صاحب! آپکی توجہ چاہیے۔ میڈم اسپیکر! میں وہ کہہ رہا ہے کہ حلفیہ بیان دیں۔ میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ اس میں جو بھی انصاف کی بات ہوگی ہم کریں گے۔ جو بھی ضروریات پوری ہو جائیگی ہم کریں گے۔ تمام formalities پوری ہونے کے بعد سر آنکھوں پر میں پھر کہتا ہوں کہ ارادتا اگر کوئی بات ایسی ویسی ہوگئی ہوگی malafidely کی وجہ سے ہم ایمان سے کہتے ہیں ہم کسی کی ایک اسکیم یا ایک پیسہ ہم نے نہ deduct کیا

ہے نہ کریں گے۔ Thank you very much۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you۔ جی زمرک خان صاحب Please۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میں مختصراً کہوں گا۔

میڈم اسپیکر: This is the last MPA supplementary Question پر بحث

نہیں ہوتی۔ جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: دیکھیں، ہمارے سارے معزز اراکین بیٹھے ہوئے ہیں ذرا سُن لیں۔ اس

نے خود ہی اقرار کیا کہ پچھلے ہم نے آپکو گورنمنٹ کا فیصلہ تھا ہم نے آپکو نہیں دیا کس کو نہیں دیا؟ ہمیں ممبروں کو

نہیں دیا۔ یہ on the record ہے۔ دوسری بات کہہ گئے کہ پھر بیٹھ گئے۔ اور آدھے دیئے اور آدھے نہیں

دیئے۔ یاد ہے کس کو دیا اور وہ آدھے کس کو دیئے؟ اس کا جواب تو دینا ہوگا۔ آدھے مجھے دیئے ایم پی ایز کو۔ خود کہہ

رہا ہے اور جو آدھے بچ گئے وہ کس کو دیئے؟

میڈم اسپیکر: زمرک خان صاحب! اس کا اس سوال سے تعلق ہی نہیں ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: وہ اُن لوگوں کے through خرچ ہو رہا ہے۔ اسی کا یہ جواب ہے۔ اُس نے

خود کہا تھا۔

میڈم اسپیکر: آپ ایک بات سے بات نکال رہے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: دیکھیں یہ سپریم کورٹ کے قانون کو بھی پامال کر رہے ہیں ہائی کورٹ کے فیصلے کو

بھی پامال کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون لوگ ہیں جو انکو خرچ کر رہے ہیں؟ یہ تو حق نہیں ہے

کہ آپ ایک کارکن کے ذریعے، ایک عام آدمی کے ذریعے خرچ کر رہے ہیں۔ اور یہی مسئلہ ہے کہ میرے اس

پیسوں پر بھی انکا یہی objection ہے کہ جی آپ اُنکا حصہ لے گئے۔ میں کہہ رہا ہوں؟ میں نے اسی حلقے

میں خرچ کر دیا۔

میڈم اسپیکر: زمرک خان صاحب! اس سوال کی مناسبت سے آپ۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: تو یہی چیزیں ہیں مجھے انہوں نے ایک بات کی اُس پر میں انکے ساتھ متفق

ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آجائیں لیکن زیارتوال صاحب ہمیں Time نہیں دیتے۔ کچھلی دفعہ بھی اس نے

ہمارے ساتھ promise کیا تھا کہ جی آپکی اسکیمات نکال لوں گا۔ پھر ہمیں کوئی lift ہی نہیں کرواتے ہیں۔

اگر وہ تھوڑا سا lift ہمیں کروادیں ہم بیٹھ جاتے ہیں اس مسئلے کو حل کر دیتے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ آپ لوگ آپس میں اس پر discuss کر لیں کہ کس دن آپ لوگوں نے چیئرمین میں بیٹھ کر فیصلہ کرنا ہے۔ نہیں اس پر تین سے زیادہ ضمنی ہو گئے۔ سردار صاحب please ایک منٹ سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سردار عبدالرحمن کھیران: میڈم اسپیکر! اس میں ایک بات ڈاکٹر صاحب نے فرمائی ہے کہ جی گورنمنٹ کی مرضی ہے۔ مطلب یہاں جمہوریت نہیں ہے گورنمنٹ کی مرضی ہے کہ کس کو کس حلقے کو فنڈ دیئے جائیں کس کو نہیں دیئے جائیں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! you cannot ask this question! آپ پر تین سوال ہو گئے۔ پھر آپ دوسرے کسی کو آپ کہہ نہیں سکتے آپ اس پر debate نہیں کر سکتے۔ سوال کا جواب انہوں نے دیدیا۔۔۔ (مداخلت۔ آوازیں) نہیں آپ، اس during, question, answer آپ point of order پر بھی نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیں میں، تو پھر کیا کر رہے ہیں آپ؟۔۔۔ (آوازیں۔۔۔ مداخلت)

سردار عبدالرحمن کھیران: rules of business میں یہی کر دیں کہ جی گورنمنٹ کی مرضی ہے کہ اس علاقے کو فنڈ دے اس کو نہیں دے۔ میں کبھی ان سے demand نہیں کرونگا۔ مجھے جو ایک ضابطہ کے تحت ایک رول کے تحت ایک قانون کے تحت جو یہ سلسلہ چلتا ہے ٹھیک ہے۔ administrative side پر تو ہم مان لیتے ہیں ”شیر کی مرضی اٹھا دے یا بچہ دے“۔ لیکن جہاں تک ترقیاتی حوالے سے ہے۔ ترقیاتی، جتنا میری consistency کا حق ہے اتنا ان کا حق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے سردار صاحب! آپ کا point آ گیا ہے۔ Thank you۔ انجینئر زمر خان اچکڑی صاحب، یہ 282 جو ہے۔

وزیر محکمہ تعلیم: میڈم اسپیکر! point of order! سردار صاحب نے کہا۔ اُس کا جواب تو اُسکو ملنا چاہیے گورنمنٹ کی جانب سے۔

میڈم اسپیکر: نہیں میں نے انہیں allow نہیں کیا۔ لیکن انہوں نے کہہ دیا۔ ابھی آپ اُس کا نہ کریں ناں کہ وہ اُسی چیز کو continue کریں میں آپ کو بعد میں موقع دوں گی۔ نہیں میں اس کو conclude کر دوں 282 no Question۔ میں آپ کو جواب کیلئے بعد میں موقع دوں گی۔۔۔ (مداخلت۔ آوازیں) مولانا صاحب! صرف میں اُسکو conclude کر دوں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ بیٹھ جائیں چیئرمین زیارتوال

صاحب کے ساتھ اور ہمارے معزز رکن آپ سب تینوں بیٹھ کر ان کی اس پرسلی کرادیں۔ کیونکہ بار بار ایک ہی question آرہا ہے۔ اور بار بار اس answer سے اُسکی وہ satisfy نہیں ہوتے تو یہ بہتر ہے۔ جیسے آپ نے کہا کہ میں ہر جگہ بیٹھنے کو تیار ہوں، بہت اچھی بات کی آپ نے۔ تو اسکو conclude کر دیں۔ انجینئر زمر خان اچکزئی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 325 دریافت فرمائیں۔

☆ 325 انجینئر زمر خان اچکزئی: نوٹ۔ 10 اگست 2016ء کو موصول ہوا 22 ستمبر 4 نومبر

7 نومبر 2016ء اور 10 جنوری 2017ء کو موخر شدہ۔

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال 2015-16 کے دوران حلقہ پی بی 12 قلعہ عبداللہ میں کون کونسے ترقیاتی منصوبے کن کن کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچائے گئے۔ تفصیل دی جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

سال 2015-16 میں قلعہ عبداللہ میں مختلف ترقیاتی منصوبے مختلف محکموں کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچائے گئے جن کی تفصیل ضمیمہ ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: ٹھیک ہے۔

میڈم اسپیکر: جی. No supplementary? سوال نمبر 325 نمٹا دیا گیا۔

انجینئر زمر خان اچکزئی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 326 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: سوال نمبر۔ 326

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 326 انجینئر زمر خان اچکزئی: نوٹ۔ 10 اگست 2016ء کو موصول ہوا 22 ستمبر 4 نومبر

7 نومبر 2016ء اور 10 جنوری 2017ء کو موخر شدہ۔

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

سال 2014ء تا حال کل کتنے سرکاری ملازمین اور طالب علموں کو سرکاری اخراجات پر بیرون ممالک کورس اور مطالعہ کیلئے بھیجا گیا ان کے نام مع ولدیت جائے سکونت، عہدہ، تعلیمی ادارہ، مدت ملازمت، نام کورس، نام ملک اور انہیں ٹی اے ڈی اے کی مد میں ادا کی جانے والی رقم کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

حکومت بلوچستان پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ سے کسی سرکاری افسر یا طالب علم کو سرکاری خرچ پر بیرون ملک ٹریننگ یا سکلرشپ پر نہیں بھیجا گیا ہے اور نہ ہی کوئی ٹی اے ڈی اے دیا گیا ہے۔

(اذان - خاموشی)

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب! آپ بول رہے تھے۔ بول دیا آپ نے؟ OK جی زمر خان صاحب۔
انجینئر زمر خان اچکزئی: کوئی سپلیمنٹری نہیں ہے۔ اس میں اُس نے کہا ہے کہ ہم نے کوئی نہیں بھیجا ہے۔
میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: سردار غلام مصطفیٰ ترین صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف سبی میلے کی افتتاحی تقریب میں شرکت کرنے کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالجید اچکزئی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر خالد لانگو صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب طاہر محمود صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سید محمد رضا صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف نے نجی مصروفیات کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب فتح محمد بلیدی صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے انہوں نے نجی مصروفیات کی

بنا آج کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میراظہار حسین کھوسہ صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب گھنٹنام داس صاحب نے کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

گیلری میں ڈاکٹر شاہدہ جمالی صاحبہ تشریف رکھتی ہیں۔ ہمارے Ex.vice Chancellor, Women university اور Pioneer of Vice Chancellor of women University انکو میں

تمام ایوان کی طرف سے wellcome کرتی ہوں۔ پہلے نمبر اُنکا تھا۔ اُنکو موقع دیدوں پھر آپ کو جی۔۔۔ آوازیں۔۔۔ نہیں اُنہوں نے پہلے کھڑے ہو کر کہا تھا پھر آپکو موقع دوں گی۔ جی۔ ایک منٹ! وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 27 تاریخ کی جو رخصت کی درخواستیں رہ گئی تھیں۔ کیونکہ اُس دن ایجنڈا مکمل نہیں ہوا تھا اُنکو بھی complete کرتے ہیں۔ پھر میں آپکو Point of order پر موقع دوں گی۔ جی

سیکرٹری اسمبلی: میر سرفراز بگٹی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف اسلام آباد جانے کی بنا 27 تاریخ کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا 27 تاریخ کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈوکی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا

27 فروری کے اجلاس میں شرکت کرنے کی قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار رضا محمد بڑیچ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا پر 27 فروری

تا 4 مارچ تک کے اجلاسوں میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر عبدالملک صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف اپنے حلقہ انتخاب میں

ہونے کی بنا پر 27 فروری اور 2 مارچ کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر جان محمد جمالی صاحب نے کراچی میں ہونے کی بناء پر 27 فروری اور 2 مارچ کے اجلاس

میں عدم شرکت کی بناء پر رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالحمید اچکزئی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا پر 27 تاریخ کے اجلاس سے رخصت

منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سید محمد رضا صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ نجی مصروفیات کی بنا پر 2 مارچ کے اجلاس

سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب طاہر محمود صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا پر 27 فروری اور 2 مارچ کے اجلاس سے

رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا پر 27 تاریخ کے اجلاس سے رخصت

منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مفتی گلاب صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے انہوں نے نجی مصروفیات کی بنا پر 27 تاریخ

کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر خالد لاگو صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر 27 تاریخ کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالماجد اہڑو صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا پر 27 تا 4 مارچ تک کے اجلاسوں سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالقدوس بزنو صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا پر 27 تاریخ کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ثمنینہ خان صاحبہ نے عمرہ کی ادائیگی کی بناء پر رواں اجلاس 27 تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ 27 تاریخ کی رخصت کی درخواستیں منظور ہوئی۔

جی رحمت بلوچ صاحب you are on point of order -

وزیر صحت: میڈم! بڑے اصرار کر رہے ہیں پہلے اسکو موقع دیں۔

میڈم اسپیکر: آپ لوگ آپس میں فیصلہ کر لیں۔ جی یا سمین اہڑی صاحبہ۔

محترمہ یاسمین اہڑی: Madam Speaker! Thank you so much. سب سے پہلے میں

آپ کو اور یہاں پارلیمنٹ میں میرے colleagues بیٹھے ہوئے ہیں ان کو جو audience مندوبین ہیں

ان کو اور یہاں typical balochi culture dress میں بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں کو اور رحمت

صاحبہ بھی بلوچی ڈریس میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اور پوری دنیا کی قوم دوست قوتوں کو پورے پاکستان میں اور

بلوچستان میں رہنے والے بلوچ اور دوسری قوم دوست قوتیں ہیں ان کو آج بلوچ کلچر ڈے کی مناسبت سے

مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میڈم اسپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جس ڈریس کے ساتھ میں کھڑی ہوئی آپ کو نظر آرہی

ہوں یا پھر سرفراز بھائی اپنی پیاری ٹوپی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں یہ سارا کریڈٹ میں آج ان محروم اور محکوم

خواتین کو دینا چاہتی ہوں جو کہ تمام بنیادی سہولیات سے محروم ہونے کے باوجود نا بھلی نہ پانی نہ صحت نہ گیس لیکن اس کے باوجود لائین اور موم بتی پر بیٹھے ہوئے اپنے کلچر کو انہوں نے زندہ کیا ہوا ہے میں ان کو آج کا دن dedicate کرتی ہوں، میڈم اسپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ قوموں کو اگر انفرادیت بخشتی ہے تو وہ ثقافت ہے، ایک قوم کو دوسری قوم سے اگر منفرد کرتی ہے تو وہ ثقافت ہے، آج اگر میں بلوچستان اور کلچر کی تعریف نہ کروں تو یہ زیادتی ہوگی، میں سمجھتی ہوں کہ آج تک بنیادی سہولتوں سے محروم ہونے کے باوجود بلوچستان سہولیات اور سوشل ڈویلپمنٹ ہے اس میں محکوم اور محروم ضرور ہے لیکن ہم وسائل اور کلچر کے حوالے سے بہت reach ہے اس پر ہمیں فخر ہے اور آج اگر ہم نے بھائی چارے کی فضا قائم رکھی ہے کیونکہ ہمارا کلچر ہمیں سکھاتا ہے کہ ایک دوسرے کی respect کرنا، ہمارا کلچر ہمیں سکھاتا ہے کہ برادر اقوام کے ساتھ بھائی چارگی سے رہنا، ہمارا کلچر ہمیں سکھاتا ہے کہ خواتین کی respect کرنا تو یہ سارے positive elements ہیں جس کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ intact ہے، میں سمجھتی ہوں کہ جتنے بھی ہمارے اقوام ہیں ہم ان کی respect کرتے ہیں کیونکہ ہم کبھی بھی اس کلچر اور قوم سے تعلق رکھنے والے بندے کو own نہیں کریں گے جب تک وہ دوسری قوم و کلچر اتنا ہی own نہ کرے جتنی کہ اس کی اپنی قوم اور کلچر سے محبت ہو، تو جتنے بھی ہمارے اقوام یہاں بلوچستان میں آباد ہیں میں ان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور میں اُمید کرتی ہوں کہ ہم اپنی روایات کی پاسداری کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارگی سے رہتے ہوئے ہم respect کریں اور جو عوامل اگر ہمارے کلچر کے against اگر کوئی ایکشن کرتے ہیں ان کو ہم نہ بلوچ گردانتے ہیں اور نہ ہم اس کو بلوچستانی گردانتے ہیں۔ thank you so much۔

میڈم اسپیکر: جی رحمت بلوچ صاحب۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ (وزیر محکمہ صحت): Thank you Madam Speaker آج کے دن کے حوالے سے محترمہ صاحبہ نے اچھی خاصی نظر ڈال دی، لیکن 2 مارچ کو As Baloch culture day کے حوالے سے جو منایا جاتا ہے تو میں آج پوری دنیا کے بلوچوں کو دل کی گہرائیوں سے اور پاکستان میں بسنے والے بلوچوں کو دنیا میں کہیں بھی ہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اس اُمید کے ساتھ کہ جس کلچر ڈریس اور پگڑی کے ساتھ میں بیٹھا ہوں یہ پگڑی امن اور بھائی چارگی کا ایک پیغام ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم تمام قوموں کی ان تمام زبانوں کا احترام انتہائی تہہ دل سے کرتے ہیں، جو ہمارے صوبے میں ہم جتنے اقوام کے ساتھ آباد ہیں یا دنیا میں رہتے ہیں کیونکہ مجھے اپنی سرزمین اپنے کلچر اپنی ثقافت ہے میں اتنی ہی کسی اور قوم کو وہی عزت سے وہی نگاہ

سے دیکھنا چاہتا ہوں، اس حوالے سے اس فلور پر میں کہتا چلوں کہ ہزاروں سال کی تاریخ اور یہ ساتواں کلچر ڈے ہے جو ہمارا ایک واحد بلوچی چینل ہے وٹس ٹی وی کے ذریعے اس کو بھرپور انداز شایان شان طریقے سے منایا جا رہا ہے یہ ساتویں کلچر ڈے ہے میں وٹس ٹی وی کے سی او احمد اقبال صاحب اور ان کی ٹیم کو اور انہوں نے پوری دنیا میں ایک جذبے کے ساتھ لوگوں کو ایک awareness دی میں ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور تمام سیاسی و سماجی پارٹیوں کو اور سول سوسائٹی کے دوستوں کو وہ آج ہر جگہ حالانکہ بد امنی اور خوف و ہراس کا ماحول ہے لیکن ضروری ہے کہ اپنے کلچر کو زندہ رکھنے کیلئے اپنی شناخت کو برقرار رکھنے کیلئے یہ دن ہر قوم کو منانا چاہیے، چاہیے سندھی کلچر ڈے ہو چاہیے پشتون کلچر ڈے ہو، چاہیے بلوچ ڈے ہو، یہ سارے ہمارے لئے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، تو اس حوالے سے میں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام دوستوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہی اُمید رکھتا ہوں کہ بھائی چارگی رسم و رواج اور روایات کو برقرار رکھنے کیلئے ہمیں ایک دوسرے کا احترام کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: Thank you ڈاکٹر صاحبہ ابھی ہماری اتنی بہت بڑی کارروائی پڑی ہے میں آپ کو اس تحریک التوا کے بعد موقع دیتی ہوں۔ جی میں تحریک التوا پر آ رہی ہوں کیونکہ آپ لوگوں کی بہت important، گیلو آپ کو موقع دیتی ہوں please کیونکہ یہ بہت زیادہ کارروائی ہے یہ تحریک التوا ہو جائیں۔ اسی پر میں آپ کو بعد میں موقع دوں گی۔ پہلے تحریک التوا کیونکہ انہوں نے جانا ہے ان کی تحریک التوا ہے اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ مطلب اب ہماری کارروائی ہے اس کے بعد آپ کو موقع دیتی ہوں، عاصم کرد گیلو صاحب! ابھی دو تحریک التوا ایک ہی نوعیت کی آ رہی ہیں کیونکہ انہوں نے جانا ہے اس کے بعد آپ کو موقع دیتی ہوں۔ آپ لوگ آپس میں بات نہ کریں please۔ جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب، آغا لیاقت علی صاحب۔ جناب منظور احمد کاکڑ صاحب۔ جناب ولیم جان برکت صاحب، محترمہ معصومہ حیات صاحبہ، محترمہ سپوٹزمی اچکزئی صاحبہ، محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ، اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ تحریک التوا نمبر 1 پیش کریں۔

مشترکہ تحریک التوا نمبر 1

آغا سید لیاقت علی: شکر یہ میڈم اسپیکر!۔ ہم اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت درج ذیل تحریک التوا کانوٹس دیتے ہیں، تحریک یہ ہے کہ گزشتہ چند روز سے صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں جن میں لاہور، فیصل آباد، منڈی بہاؤ الدین، روالپنڈی، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، ٹنڈو پورا، ملتان، وہاڑی اور

ڈیرہ غازی خان شامل ہیں نیز اسی طرح صوبہ سندھ کے مختلف شہروں جن میں کراچی، سکھر، حیدرآباد، نواب شاہ، شکارپور اور حیدرآباد شامل ہیں میں پشتون تاجروں، طلباء اور محنت کشوں کے ساتھ ضروری دستاویزات رکھنے کے باوجود انہیں بلاوجہ گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ جس بے جا میں بھی رکھا جا رہا ہے، جس کے نتیجے میں اب تک ہزاروں پشتونوں کو گرفتار کیا جا چکا ہے، جس سے صوبے کے عوام میں اس ناروا سلوک پر انتہائی تشویش اور غم پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم عوامی نوعیت مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ تحریک التوا نمبر 1 پیش ہوئی، کوئی ایک محرک اپنی تحریک کی admissibility کی وضاحت کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Thank you Madam Speaker آج کی جو تحریک التوا ہمارے سامنے ہے ایک ایسی دردناک صورتحال ہے میڈم اسپیکر! کہ یقین جانیں کہ ہمارے تمام لوگوں کے دل خون کے آنسو رو رہے ہیں، گزشتہ دس دن سے اب تک پنجاب اُن کے تمام شہر سندھ اور اُن کے تمام کراچی، حیدرآباد، سکھر، اسی طرح پنجاب کے جتنے بھی شہر ہیں وہ پشتون عوام کیلئے دوزخ بن چکے ہیں، ایک ایسی دوزخ کہ ان دس دنوں میں کم از کم ہزاروں لوگ گرفتار ہو چکے ہیں، اتنی بے عزتی اتنی تذلیل میڈم اسپیکر! آپ کے پاس آپ کے سمارٹ فون پر تمام ممبران کے جتنے بھی آپ WhatsApp دیکھیں گے جتنے بھی آپ ٹی وی چینل دیکھیں گے اُن میں آپ پشتونوں کی بے عزتی، تذلیل اور گرفتار کرنے، انہیں جیلوں میں ٹھونسنا اُن کو تھانوں میں بند کرنا یہ تمام صورت حال جاری ہے، میڈم اسپیکر! کیا پاکستان کا آئین جو اس ملک کی پارلیمنٹ نے بنائی ہے، کیا اُس آئین میں ایک پشتون پنجاب میں کاروبار نہیں کر سکتا۔ یہ تمام documents ہیں میرے ساتھ کہ پنجاب کے کن کن شہروں میں یہ منڈی بہاؤ الدین کا ہے، یہ لاہور کا ہے، یہ گوجرانوالہ کا ہے، کہ وہاں کی انتظامیہ اور پولیس نے وہاں written میں دیا ہے کہ آپ جہاں بھی پشتون دیکھیں گے، جو چائے بیچنے والا ہو، یا تھڑے پر سامان لگایا ہو یا ڈرائی فروٹ بیچنے والا ہو وہ دہشت گرد ہیں، میڈم اسپیکر! ملک میں کتنی دہشت گرد تنظیمیں ہیں اُس میں کم و بیش ڈیڑھ سو دہشت گرد تنظیموں کا مرکز لاہور ہے، لاہور میں یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں یہ PIPS کہہ رہی ہے، اُن کی سٹڈی کہہ رہی ہے کہ پنجاب، لاہور، ملتان یہ دہشت گرد تنظیموں کا گڑھ ہیں لیکن آج تک پنجاب کے کسی بھی آدمی کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے؟ بس صرف اُنہیں نظر آ رہا ہے کہ پشتون ہیں، ابھی ہم نے recently پنجاب کا دورہ کیا تھا، ہم نے لاہور میں وزیر اعلیٰ ہاؤس میں اُن کے منسٹر انا شاء اللہ سے کہا تھا کہ

آپ پشتونوں کے ساتھ یہ رویہ ترک کر دیں، لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ یہ کس طرح ممکن ہے ہم تو یہاں پنجاب کے لوگ ہمارے ساتھ یہاں کوئٹہ میں ہیں ان کے جتنے بھی آفیسرز ہیں ان کو ہم نے یہاں بڑی بڑی چوکیاں دی ہیں لیکن اُس کے بدلے ہم وہاں تھڑے پر اپنا سامان نہیں لگا سکتے، اگر یہ ایک ملک ہے پاکستان ہے تو اس میں ہمیں رہنے کا حق ہے، آج جو تحریک التوا ہمارے سامنے ہے، اس پر پھر ہم بعد میں بولیں گے۔ میں آج ہمارے وزیر داخلہ صاحب تو چلے گئے kindly اگر آپ ان کو بلا لیں میڈم اسپیکر! یہ آپ سن کر حیران رہینگے کہ کم از کم روزانہ سینکڑوں لوگوں کو اس کوئٹہ شہر میں لسبیلہ سے لوگوں کو اٹھایا ان کے پاس قومی شناختی کارڈ تھے انہیں جا کر کے وہ نوشکی سے آگے ریگستان میں چھوڑ دیا گیا۔ میڈم اسپیکر! سینکڑوں لوگ یہ میرے ساتھ نام پڑھے ہوئے ہیں۔ گل شاہ ولد آدم خان، عبدالمنان شین آکا، یہ سارے مقامی لوگ ہیں ان کو اٹھا کر اس طرح سینکڑوں لوگوں کو اٹھا کر انہوں نے سید اسماعیل ولد سید باچا اس کی عمر سولہ سال ہے اس لڑکے کے ساتھ اس نے خود مجھے کہا کہ ہمارے ساتھ کم از کم 5 یا 6 سو لوگوں کو وہاں چھوڑا کچھ لوگ افغانستان چلے گئے کچھ واپس آگئے۔ تو یہ کیا صورت حال ہے، کیا message دیا جا رہا ہے اس ملک میں کہ صرف پشتون دہشت گرد ہیں۔ پشتون تو کبھی تاریخ میں دہشت گرد نہیں رہے ہیں۔ جو دہشت گردی مسلط ہے وہ باہر کی دنیا کی یہاں تو نپی گئی ہے۔ میڈم اسپیکر! یہ ملک کس طرح چلے گا۔ اس طرح چلے گا کہ آج ہزاروں لوگ ہماری کوٹریوں میں پڑے ہوئے ہیں پنجاب کے سندھ کے حیدرآباد، ٹھٹھہ اور سکھر میں آپ جا کر دیکھیں وہاں میں سید مراد علی شاہ صاحب سے کہتا ہوں کہ یہ آپ کی حکومت ہے۔ کہ آپ پشتونوں کو جیلوں میں نہ ڈالیں اور پنجاب میں میڈم اسپیکر! ایسے خاندان ہیں TV channel پر آئے تھے آپ نے سنا ہوگا ان کا interview انہوں نے کہا کہ ہم 80 سال سے یہاں رہتے ہیں کوئی 50 سال سے رہتے ہیں لیکن آج ان کو گرفتار کر کے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ یہاں کوئٹہ شہر میں کتنے پنجابی ہیں کب سے ہیں یہاں پنجابی ہم نے کبھی ان کو کہا ہے پشتونو نخواستی عوامی پارٹی میں جب ان کو 1972ء میں نکالا جا رہا تھا خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی نے ان کے حق میں جلوس نکلا تھا جب 2007ء کے بعد ان پر آفت نازل ہوئی یہاں ٹارگٹ کلنگ ہو رہی تھی یہاں پنجابی کس نے یہاں پر ان کا ساتھ دیا پشتونو نخواستی عوامی پارٹی نے ساتھ دیا تھا۔ آج اُس کے بدلے پشتون عوام اتنے ذلیل و خوار ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں میڈم! اسپیکر یہ تحریک التوا انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ میں تمام ممبران سے جتنے بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں بلا تميز کسی پارٹی کے کسی قوم کے سب کو اس تحریک التوا پر بولنا چاہیے اور ہمیں پنجاب حکومت، وفاقی حکومت اور سندھ حکومت سے احتجاج کرنا چاہیے کہ یہ طریقے آپ چھوڑ دیں یہ ناقابل برداشت ہے۔ ہمارے تمام نوجوان

اُن کا صبر کا پیمانہ لبریز ہے، ہم دیکھ نہیں سکتے کہ اپنا WhatsApp پر ہم دیکھیں کہ کتنے لوگ وہاں کس طرح اُن کے ساتھ سلوک ہو رہا ہے۔ سب کچھ موجود ہے اور یہ آپ دیکھیں میڈم اسپیکر! چیوٹی وی کے گزشتہ تین رات کے پروگرام کو اُس میں کہا جا رہا ہے کہ پنجاب لاہور دہشت گردوں کا مرکز ہیں اور نشانہ پشتون بن رہے ہیں۔ کیوں ملتان میں جتنی بھی مذہبی دہشت گرد تنظیمیں ہیں اُن کا مرکز لاہور ہے۔ لہذا میڈم اسپیکر! یہ تحریک التوا انتہائی اہمیت کی حامل ہے میں پھر گزارش کروں گا تمام ممبران سے تمام پارٹی کے لوگوں سے کہ وہ سب اس پر بولیں تاکہ پنجاب حکومت کو ایک اچھا پیغام جائے اور آپ نے دیکھا کہ ہماری ٹیم کوئی ٹیم ہے اُنہوں نے PSL میں فائنل کو پہنچی ہے کیا پنجاب حکومت ہمیں ویزا دے گی اب تو ویزا لینا پڑھے گا پنجاب سے، اُن کے حکمرانوں سے کہ ہمارے لوگ جائینگے وہاں final دیکھنے کیا اُن کو گرفتار نہیں کیا جائے گا کیا پنجاب حکومت ہمیں ویزا دے گی؟ تو میڈم اسپیکر! یہ صورت حال ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس سے اس اسمبلی سے ایک ایسا پیغام جانا چاہیے جس سے وہاں پنجاب میں پشتون عوام اور سندھ کے پشتون عوام سے اظہار یکجہتی ہو سکے۔ thank you

میڈم اسپیکر: جناب انجینئر زمر خان اچکزئی صاحب! آپ اپنی تحریک التوا نمبر 3 پیش کریں۔ اسکی admissibility ہو جائے پھر اُس کو کر دوں گی۔

تحریک التوا نمبر 3

انجینئر زمر خان اچکزئی: میں اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ایک جانب ملک میں رونما ہونے والے حالیہ دہشت گردانہ واقعات کے نتیجے میں اب تک متعدد بے گناہ تہمتے اور معصوم شہریوں کی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ جب کہ دوسری جانب صوبہ پنجاب اور سندھ میں آباد پشتونوں کے خلاف کیے جانے والے ظالمانہ اور پر تشدد اقدامات منفی طرز عمل اور تضحیک آمیز رویہ کی جانب اشارہ ہے جس کی واضح مثال ترجمان منڈی بہاؤ الدین پولیس اور انجمن تاجران لاہور مارکیٹ ایسوسی ایشن کی جانب سے پشتون تاجروں مزوروں اور ٹرانسپورٹرز کو نوٹسز کا جاری کیا جانا ہے جس کا مقصد ملک کے اندر برادر اقوام کے مابین نفاق ڈالنے کی ایک دانستہ کوشش ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک التوا نمبر 3 پیش ہوئی۔ کیا اپنی اس تحریک کی admissibility کی وضاحت کریں گے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! شکر یہ سب سے پہلے میں اگر اس پر کچھ بولنا چاہوں تو میرا پھر جانے کا ارادہ ہے میں سب سے پہلے اپنے بلوچ بھائیوں کو تمام یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میری بہن بھائی اور جتنے

بھی موجود ہیں اُن کے قومی دن کے موقع پر ان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ ہم سب کا قومی دن ہے صرف آپ کا نہیں ہے ہم بھی آپ کے ساتھ اس خوشی میں برابر کے شریک ہیں اور انشاء اللہ منی سوچ کو ختم کرنے مثبت سوچ کو پروان چڑانے کے لیے ہم یہ قومی دن مناتے ہیں اور اس کو انشاء اللہ مناتے رہینگے۔ میڈم اسپیکر! میں اس پر اتنا کہہ دوں کہ ہم سیاست کرتے ہیں۔ ہمیں قوم پرست بھی کہا جاتا ہے اور ہم ہیں بھی nationalist۔ اس ملک میں بہت سی پارٹیاں ہیں قوم پرست کے نام پر بھی ہیں مذہب کے نام پر بھی ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں کرتے ہیں اور پاکستان کے نام پر بھی کرتے ہیں اور اپنی سیاست سے پھر بیک واپس چلے جاتے ہیں وہ اچھے نہیں لگتے کیوں کہ وہ زبان سے یا اپنی سیاست سے اپنے نظریے سے وفاداری نہیں کرتے۔ ہم نے تو یہ بات کی اور ہم جب بھی قوم پرستی بات کرتے ہیں نفرت کی بنیاد پر نہیں کرتے نہ تعصب کی بنیاد پر کرتے ہیں وہ اس لیے کہ ہماری ایک شناخت ہے ہم ایک ملک میں رہتے ہیں پاکستانی ہیں۔ اور پاکستان ایک وجود رکھتا ہے صوبے اسکی اکائیاں ہیں آج پانچواں بھی ہو گیا گلگت بلتستان یہ ایک گل دستہ ہے جب یہ مضبوط ہوگا جب ایک دوسرے سے interaction ہوگی ایک دوسرے سے تو تب یہ پاکستان آباد رہے گا۔ ہم نے ہمیشہ یہی باتیں کیں اور ہمیں پھر یہ طعنے بھی دیتے ہیں کہ جی قوم پرست دہشت ہیں قوم پرست نفرت پرست تعصب پھیلانے والے لیکن کبھی کوئی بتا دے کہ ہم نے کوئی قوم پرستی کے نام پر تعصب پھیلا یا ہے کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا۔ ہم نے ہمیشہ ہاتھ بڑایا ہے ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ جی آ کے اس پاکستان کو آباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہمارا ملک ہے ہم اس میں رہتے ہیں ہم اس پر فخر کرتے ہیں۔ ہم اس مٹی سے غداری نہیں کر سکتے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جب سے یہاں مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ بنی ہے اور آپ اگر دیکھ لیں کہ سب سے بڑا قوم پرست کہتا کچھ ہے پاکستان کا نام لے کر قائد اعظم کے فلسفے کو اُس کو کہتے ہوئے یہ سب سے بڑا قوم پرست ہیں۔ کیونکہ اُن کے ارادے آپ دیکھ لیں، اُن کا رہن سہن اُن کے جو آپ اقدامات دیکھ لیں وہ یہی ہیں۔ ہمارے پاس سی پیک کا جو ہم کہتے ہیں کہ جی مغربی روٹ ہونا چاہیے سب سے زیادہ وہاں خرچہ ہو رہا ہے۔ سب سے زیادہ وہاں روڈ بن رہے ہیں سب سے زیادہ industries zone وہاں بن رہے ہیں، زیادہ کیا مطلب سب کچھ وہی ہو رہا ہے۔ ریل ٹریک وہی ہو رہا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ پنجاب آباد نہ ہو، پنجاب بھی ہمارا بھائی ہے لیکن یہ قوم پرستی کی بنیاد پر ہو رہے ہیں۔ میڈم! آج یہ کیوں ہو رہا ہے پشتونوں کے ساتھ اسی پر آرہا ہوں کہ یہ جو سب سے زیادہ وہاں خرچ ہو رہے ہیں آوازیں اُوپر ہو گئیں۔ مطالبہ آگئے لوگ کہتے ہیں کہ جی ہمارا حق دے دو سب کہتے ہیں بلوچ کہتے ہیں کہ جی ہمارے

سائل و مسائل دے دو، پشتون کہتے ہیں کہ جی ہمارا یہ روٹ یہاں سے گزار دو ابھی کیا ڈارمہ یہ ایک ایسی سازش ہے جو ہمارے خلاف ہو رہی ہے۔ میڈم! اس چیز کو ابھی اور بھی چیزیں ہمارے آنے والی ہیں میں صاف کہوں گا یہ میرا سوچ ہے ہماری پارٹی کا کہ مردم شماری بھی آرہی ہے۔ ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ اس مردم شماری کو خراب کرنا، اس مردم شماری کو disturb کرنا اور اس سی پیک کو اس کی نظریں دوسری طرف کرنے کے لیے ابھی انہوں نے یہ دھندہ شروع کر دیا۔ آپ کو پتہ ہے اس طرح گھسیٹتے ہوئے اس طرح کوئی کسی انسانیت میں یہ چیز ہے۔ کہ کسی بھی مذہب کو ہم تو سب مسلمان یہاں رہتے ہیں یہ مسلمانوں کے ساتھ، پشتون کہا سے آئے ہوئے ہیں یہ مسلمان ہیں یہاں کے رہنے والے ہیں دوسری بڑی قوم ہے یہاں۔ اگر ہمیں یا انگریزوں کی لکیر کر کے ایک کیا جائے یہاں ہم جو بستے ہیں تو کتنی قوت ہماری بن جائے گی۔ لیکن ہم تو نفرت کی بنیاد پر نہیں کرتے ہیں ایک انسانیت کی بنیاد پر یا کوئی یہ refugees ہو کوئی افغان ہو کوئی تاجک ہو کوئی ایرانی بلوچ ہو کوئی انڈیا سے آیا ہو آپ اس طرح کا رویہ کرتے ہو اس طرح دہشت گردی کے نام پر ان کو گھسیٹتے ہوئے، کیا ان کو کس طرح جو videos آپ دیکھتے ہیں یہ کون سا قانون ہے کون سے حکمران ہے کیا state ہے اس طرح کی۔ ہم تو اسے کے لیے ماننے کے لیے بالکل تیار نہیں ہیں۔ کیا آپ لوگ اس refugees کو نکالتے ہیں کیا یہ طریقہ ہے دیکھیں ادھر بلوچستان میں بھی ہو رہا ہے، میں پنجاب سے کیا شکایت کروں آپ خضدار میں دیکھ لیں آپ حب میں دیکھ لیں آپ report منگوا لیں میڈم! ہر روز ہماری کوچزی کو روکتے ہیں، گاڑیوں کو روکتے ہیں، ladies کو ہمارے جو بزرگ حضرات ہیں ان کو ایسا بے عزت کرتے ہیں اور لے بھی جاتے ہیں بٹھاتے بھی ہیں پیسے لے کر پھر چھوڑا دیتے ہیں۔ کدھر گیا قانون جب آپ پیسے دیتے ہوں رشوت دیکر اس کا پھر کچھ بھی نہیں رہتا نہ ان کا ضمیر رہتا ہے نہ کچھ رہتا ہے پھر اس کو چھوڑتے ہیں۔ یہ کون سی پشتون روایات ہیں یہ کونسی بلوچی روایات ہیں ان چیزوں سے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اس کو دور کیا جائے۔ پنجاب میں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ Geo TV پر پرسوں رات اسفندیار خان کا interview آرہا تھا۔ حامد میر نے ہماری ٹوپی اظہار تکبہتی کے لیے پہن لیا اور وہاں اسلام آباد میں تین چار بندوں سے interview لیا مردان، ملاکنڈ، فلاں، فلاں پشتون علاقے سے کہ جی ہمارے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ اور ہمیں بند کر کے پیسے لے کر واپس چھوڑ دیتے ہیں۔ ابھی اس دہشت گردی کا تو مقابلہ ہم نے کیا ہمیں پتہ ہے کہ عوامی نیشنل پارٹی نے ہزاروں کارکن اس دہشت گردی کے سامنے دیئے اس پاکستان کی جنگ میں دیئے۔ بشیر بلور جیسا ہمارا منسٹر اس دہشت گردی میں گیا ابھی یہ دہشت گرد صرف پشتون اور پھر سارے پٹھان، پٹھان، پشتون کا نام استعمال کیا گیا ہے ریزھی والا، نسوار بیچنے والا، پالش

کرنے والا، ہوٹل میں کام کرنے والا، ان کو پکڑو اور اندر کر دو۔ اور شہباز شریف نے خود کہا ”کہ جی! اس کی میں تحقیقات کروں گا“۔ اُس نے تسلیم کر لیا تو یہ نفرت کہاں تک جائے گی۔ equal citizen کی بنیاد پر اگر آپ کو حیثیت نہیں دی جاتی ہے۔ nationalization جب اتنی بڑھتی ہے یہ جو آپ کا system پھر کس طرح اس کو کریں گے۔ یہ narrative جب create کیا جاتا ہے اس کا ہم کیا لے سکتے ہیں اس کا ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔ میڈم! میں اتنا آپ سے کہوں کہ یہ جو سلسلہ جاری ہے اس میں، میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ہم دھمکی دیتے ہیں ہم تشدد سے نفرت کرتے ہیں۔ ہم باچا خان کے فلسفے کے عدم تشدد کے پیروکار ہیں۔ ہم نے ہمیشہ اسی بنیاد پر سیاست کی ہے۔ ہم نے آج تک بندوق نہیں اٹھائی ہے اور جو اٹھانے والے، اُن کے سامنے ہم نے ایک لکڑی سے مقابلہ کیا ہوا ہے اور آزادی بھی حاصل کی۔ ان کو بھی بتاتے ہیں کہ ایسے اقدامات سے آپ باز آجائیں، پشتون ہزاروں سال پرانی تاریخ رکھتے ہیں۔ آج تک نہ وہ کسی کے غلام رہے ہیں نہ رہیں گے اور نہ ان کو کوئی بنا سکتا ہے۔ یہ میں نہیں کہتا یہ تاریخ کہتی ہے۔ آپ مغلوں سے لے کر ابھی تک آپ آجائیں کیا کیا تاریخ ہے ہماری۔ میڈم! اس پر ہم جہاں تک بھی جائیں احتجاج کر سکتے ہیں۔ میں یہاں بیٹھے ہوئے اپنے ان اتحادیوں سے بھی کہتا ہوں کہ قومی اسمبلی میں بھی اور سینٹ میں بھی ہم نے قراردادیں پیش کیں، ہم نے پنچونو نواصوبے میں پیش کی مذمتی قرارداد باقاعدہ اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔ تو ان سے بھی کہتا ہوں کہ آ کے اپنے مشران سے کہہ دیں کہ وہ ہاں اٹھائیں اور ان اتحادیوں کو مجبور کریں میاں صاحب سے کہہ دیں ہمارے بڑے مشران وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے کہہ دیں کہ اس طرح کے اقدامات نہ کریں۔ یہ ہماری تذلیل نہ کریں ہمارے کلچر کی ہماری ثقافت کی داڑھی اور پگڑی ہماری ثقافت ہے اس کو اس بنیاد پر آپ کسی پشتون کو تنگ نہ کریں۔ برائے مہربانی اسکو ختم کر لیں اور یہاں جو ہمارے بلوچستان میں ہو رہا ہے میں اپنی صوبائی حکومت سے بھی یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی اپنے یہ جو roots ہیں کراچی کا ہے لاہور کے ہیں جتنے بھی ہیں یہاں بھی یہ اپنی law enforcement agencies کو بتا دے کہ اس نام پر نہ کرے۔ اور refugees جو یہ مردم شماری اس کو خراب کرنے کی کوشش نہ کی جائے، میں کہتا ہوں کہ بلوچ بھائی ہمارے اُنکے تحفظات کو دور کیا جائے۔ اُن کے جو بھی تحفظات ہیں مردم شماری کے حوالے سے لیکن اس دہشت گردی کی بنیاد پر ہمیں پہلے بھی بہت نقصان اٹھانا پڑھا 1998ء سے ابھی تک۔ ہم کہتے ہیں شفاف ہو بالکل یہاں کوئی بھی غیر ملکی مردم شماری کا حصہ نہ بنے دیکھیں مردم شماری ہونی چاہیے اور یہ جو تخریبی دہشت گردی کے واقعات پنجاب میں ہو رہے ہیں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کو بند کر کے اس کو ایک قرارداد کی شکل میں لائیں اور اس کو بحث کے لیے منظور کی

جائے۔ بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر: thank you جی رحمت صالح بلوچ صاحب!

وزیر محکمہ صحت: thank you میڈم جہاں تک یہ دونوں تحاریک التوا کا تعلق ہے میں بحیثیت رکن اسمبلی اور نیشنل پارٹی کے نمائندے کے طور پر میں یہ تجویز دوں گا کہ اس ملک میں جتنی تو میں آباد ہیں ان کا احترام ان کو آزادانہ طور پر ان کی زندگی گزارنا ان کی ثقافت سب چیز کو زندہ رکھنے کے لیے ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے۔ لیکن بد قسمتی سے گزشتہ کئی سالوں سے اس ملک میں مختلف ناموں سے جو دہشت گردی جاری ہے۔ آج ہمارے survival کا مسئلہ ہے اس میں جو بھی نام سے دہشت گردی ہے ہم ان کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اور میں تمام ممبران سے یہ گزارش کرتا ہوں، کہ ہم ایسے points کو raise کریں جس سے ان دہشت گردی کی حوصلہ افزائی نہ ہو۔ تمام اقوام کی تمام سیاسی جماعتوں کی بلکہ افسوس ناک بات ہے کہ گزشتہ گورنمنٹ میں جس طرح زمرک خان بھائی نے کہا ANP کی leadership نے جتنے سخت حالات میں survive کیا جام شہادت نوش کیا، یہی حالات بلوچستان میں بھی تھے۔ لیکن وہاں مختلف نام تھا اور یہاں مختلف نام تھا۔ تو آج ہم اگر دیکھیں ہماری careem جو بلوچستان کی کمر ٹوٹ گئی۔ 8 اگست کے سانحہ سے تمام ہمارے وکلاء چہرے کی خوبصورتی کے لئے ناک ہوتی ہے صوبے کی ناک اور چہرہ تھے۔ جس کو ہم انفرادی قوت کے طور پر پیش کر سکتے تھے۔ لیکن ان کی شہادت دہشت گردوں کو کامیابی ملنا یہ ہمارے لئے بہت انتہائی سخت حالات ہیں اور دنیا میں دیکھیں ہم یہی کہتے ہیں۔ کہ جی یہاں ترقی مخالف جب ہم ترقی کرنے جاتے ہیں۔ اتفاق رائے ایک بنتی ہے تو نا دیدہ قوتیں اپنی کارستانی شروع کرتی ہیں۔ میڈم! میں آپ کو گوش گزار کروں۔ تین دن پہلے یونین کونسل کا چیئر مین تھا نظر علی اس کو شہید کیا اس ساتھ پرسوں دو اور بندوں کو اغوا کیا صرف یہی بات ہے کہ جہاں عوامی خدمت جاری ہے وہاں لوگوں کو سیاسی کارکنوں کو خوف و ہراس کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں ہر وقت بلوچستان میں جو جمہوریت پسند جو سیاسی قوتیں ہیں۔ ان لوگوں نے ہر وقت متفقہ رائے کیساتھ اس ملک کے لئے قربانیاں دی ہیں اور دینگے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک التوا کو ایک اچھے اور مثبت انداز میں ہم آگے بھیج دیں اور یہ message دیں کہ ہم امن پسند ہیں ہم انسان دوست ہیں اور ہماری سیاست کا محور یہاں محنت کش طبقہ ہے یہاں کا نوجوان طبقہ ہے یہاں مزدور طبقہ ہے اور ہم ان کے لئے یہ سیاسی جدوجہد اور جمہوری پر امن جدوجہد کر رہے ہیں۔ لہذا ہمیں متفقہ طور پر ایک مضبوط آئینی دیوار ایک message بھیجنا چاہئے کہ ہم کسی دہشت گردی کی حمایت میں نہیں ہیں ہم اس کے مخالف ہیں اور

ہم چاہتے ہیں کہ پرامن پاکستان ہو ہم چاہتے ہیں پرامن بلوچستان ہو اور اس پرامن پاکستان میں امن و بھائی چارگی ہو اور ایک دوسرے کا احترام ہو۔ thank you

میڈم اسپیکر: جی عبدالرحیم زیارتوال صاحب۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم! اگر یہ دونوں تحریک التوا کو ایک کر لیں۔

میڈم اسپیکر: اس کو پہلے conclude کر دوں پھر آپ کو مواقع دیتی ہوں صرف پانچ منٹ زیارتوال صاحب اگر میں اس کو ایک دفعہ منظور کر لوں۔ اس کے بعد بحث کے دن آپ بات کریں۔ ان کی admissibility پر تو بات ہوئی ہے۔ جی جی

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر محکمہ تعلیم): میڈم اسپیکر! سب سے پہلے تو میں کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا floor میرے حوالے کی۔ میڈم اسپیکر! یہ جو تحریک التوا ابھی پیش ہوئی ہے نصر اللہ زیرے، لیاقت آغا، اسمبلی کے تین، چار اور ممبران ہیں ان کی جانب سے اور زمر خان کی جانب سے یہ اتنے دور ناک واقعات ہیں۔ کہ وہاں لوگوں کو کس طریقے سے پشتون عوام کو ہراساں کیا جا رہا ہے ان پر کیا گزر رہی ہے۔ ان کے گھروں کو ان کے خاندانوں اور ان کے کاروبار پر جو کچھ وہاں ہو رہا ہے۔ اس کا نوٹس لینا نہایت ہی ضروری ہے فیڈریشن کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ اور جو provinces چونکہ ہم ایک فیڈریشن میں رہ رہے ہیں۔ اور اس فیڈریشن کا یہ آئین ہیں اس کے آرٹیکل 8 سے آرٹیکل 28 تک 20.21 آرٹیکل انسانی حقوق پر ہے اور ان انسانی حقوق میں property کا حق پورے ملک میں رہنے کا حق جائیداد بنانے کا حق اور اپنی فیڈریشن کی جو limit اس میں گھومنے پھرنے یہ پورے ملک تمام صوبوں اور اس کے عوام کو ہمارے اس آئین نے granted کر کے دے دی ہے۔ اب اس کے بعد جو دہشت گردی کے واقعات ان کے طعنے کہاں پہنچ رہے ہیں یہ بھی ریکارڈ کی باتیں ہیں۔ 27 فروری 1999ء کو ہمارے ملک کے ایک غاصب فوجی حکمران جنرل مشرف جس نے عوام کی اقتدار کا غصب کیا اس کی statement ہے۔ وہ یہ ہے پاکستان نے عالمی طاقتوں کی مدد سے طالبان بنائی پرویز مشرف 27 فروری کے اخبار ہے اس کی haedline ہے میں آپ کے حوالے بھی کر دوں گا۔ پھر اس کے بعد میں 28 فروری کو سلیم صحافی نے ایک آرٹیکل لکھا ہے جنگ اخبار میں اس میں ان تمام تنظیموں کی نشاندہ کی گئی ہے جو مذہب کے نام پر سیاست کرتی تھیں۔ یا جن کے ایک معنی میں wings ہیں، اس کی نشاندہی کی ہے میں سندھ اور پنجاب کی حکومت سے، حکومت کی حیثیت سے یہ کہہ رہا ہوں۔ پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ beat about the bush نہ ہوں آپ ادھر ادھر کی باتیں نہ بنائیں۔ یہ آپ کے تمام ٹیلی ویژن

پر جرگہ پروگرام میں یہ تمام تفصیلات وہ بتا چکے ہیں۔ پارٹیوں کے باقاعدہ نام ہیں اور بحث کے دن یہ پڑھ کے آپ کے سامنے رکھیں گے۔ اس میں کوئی ایسی مہم چیز نہیں ہے جب نہیں جو لوگ ان واقعات میں ملوث ہیں جو لوگ یہ کر رہے ہیں اس کی سزا کس کھاتے میں پشتون کو دی جا رہی ہے۔ ہم صوبائی گورنمنٹ کی حیثیت سے پوچھنا یہ چاہتے ہیں کہ کس حیثیت میں ہمیں یہ سزا دی جا رہی ہے کیا اس ملک کے اندر پشتون کاروبار نہیں کر سکتا کیا اس ملک کے اندر پشتون travel نہیں کر سکتا کیا اس ملک کے اندر پشتون اپنے لئے روزگار نہیں بنا سکتا پاکستان کے آئین کی کس شق میں لکھا ہوا ہے اس قسم کے واقعات ہوں، واقعات ہو جاتے ہیں۔ تمام ٹرانسپورٹ پشتون کی جل جاتی ہے واقعات ہو جاتے ہیں مارکیٹیں ہماری جل جاتی ہیں۔ واقعات ہو جاتے ہیں اور پشتون کو کہیں نہیں چھوڑا جاتا میڈم اسپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں چیئرمین چاہتا ہوں۔ پشتون اپنی تاریخ میں کبھی بھی نہ دہشت گرد رہا ہے نہ فرقہ پرست رہا ہے نہ مذہبی جنونی رہا ہے، اس نے ہر وقت سب کے ساتھ برداشت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اپنے ساتھ رہنے والے غیر مذہبی کسی بھی آدمی کی اتنی چھوٹی سی چیز کو پوری تاریخ میں نقصان نہیں پہنچائی ہے اب ایک ایسے قوم پر مسلط شدہ مسائل جو ہو رہے ہیں جس طریقے سے ہیں یہ مسائل پشتون کے سر تھوپنا یہ ایک زیادتی ہے اور پشتون کو اب مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے خلاف اعلان بغاوت بلند کریں۔ میڈم اسپیکر! یہ جو صورتحال ہے کل پرسوں لاہور میں ہماری پارٹی کے سربراہ کے گھر پر چھاپہ پڑا ہے مومن خان کے گھر پر چھاپہ پڑا اور تمام گھر کی تلاشی ہوئی ہے اور اس سے کہا ہے کہ یہ جو تصویر میرے ہاتھ میں ہے یہ آدمی بتاؤ یہ کہا ہے اس نے کہا مجھے اس آدمی کا کیا پتہ ہے مجھے اس کی تصویر کا کیا پتہ ہے یہ آدمی کون ہے اس کا کیا نام ہے کون سے قبیلے سے ہے۔ کیا یہ سیاست ہے کیا جمہوریت میں اس طریقے سے کرتے ہیں۔ اگر وہ پوچھنا چاہتے ہیں تو میں سلیم صحافی کی آرٹیکل ہے اس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے جا کے پوچھ لیں جب اس نے تمام تنظیموں کے نام لئے ہیں۔ تو جا کے ان سے پوچھیں کہ یہ لوگ کہا ہیں جب سلیم صحافی کو معلوم ہے تو کیا ہمارے اداروں کو معلوم نہیں ہے؟

میڈم اسپیکر: please آغا صاحب -

وزیر محکمہ تعلیم: میں بحث کے دن اس پر بات کروں گا انہوں نے ان کے نام باقاعدہ لئے ہیں۔ میرے پاس ہے ریکارڈ کی چیزیں ہیں وہ میں بتا دوں گا کہ کس کس تنظیم کی سیاسی ونگ کون سی ہے اور اس کی مسلح ونگ کون سی ہے اور سیاسی ونگ باقاعدہ الیکشن میں حصہ لیتی ہے انہوں کہا کوئی تردید کرے اس کی اور اس کی مسلح ونگ وہ یہ کام کرتی ہے۔ اب اس میں پشتون کا کیا تصور ہے یہ پارٹیاں کس کی ہیں۔ تو میڈم اسپیکر! میں بحث کے دن یہ تمام

پڑھ کر سناؤں گا یہ ریکارڈ کی چیزیں ہیں یہ میں ریکارڈ پر لاؤں گا۔ تمام اخبار پر پریس والوں کو یہ پتہ ہے یہ دونوں statement میرے پاس موجود ہیں آپ کو ایک ایک کاپی بھجواتا ہوں اور ساتھ ساتھ میں گورنمنٹ کی جانب سے دو تحریک التوا جو اس وقت ایوان میں پاس ہونے کو پیش ہیں۔ میں ان کی حمایت کرتا ہوں اور پورے house سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کو بحث کے لیے منظور کیا جائے۔ تاکہ اس پر detail سے بحث ہو سکے ہم ایک فیڈریشن میں رہ رہے ہیں۔ اس فیڈریشن کی limitation میں جو کام جس طریقے سے آئین پاکستان ہمیں کہتا ہے اس طریقے سے ہمیں جانا چاہئے ہمیں کرنا چاہئے ہم نے اس کی violation نہیں کی ہے اگر کوئی violation کے لیے لوگوں کو مجبور کر رہا ہے اس کو روکنا ہوگا اس کو یہ راستہ ترک کرنا ہوگا۔ اور جو لوگ جس کے پاس ہیں جہاں سے ہیں ان کے پیچھے جانا ہوگا۔ میں پھر یہ کہتا ہوں beat about the bush نہیں ہوگی کہ بس ایک واقعہ ہو گیا ہے لہذا جہاں پشتون دیکھتے ہیں پشتون کو پکڑوان کو مارو پیٹو اور اس کی سرمایہ اور جائیداد سب کچھ تمہارے حوالے ہو۔ ان کی جیبوں کی تلاش لو جو کچھ اس کے پاس ہے وہ لوٹ کر چلے جاؤں۔ یہ پاکستان نہیں ہے بالکل ایسا نہیں ہوگا ایسا نہیں چل سکتا تو اس لئے میں گورنمنٹ کے طور پر اس تحریک التوا کی حمایت کرتا ہے۔ آپ اس تحریک التوا کو ایوان کے سامنے پیش کریں اور سب اس پر بحث کر سکے۔ شکر یہ

میڈم اسپیکر: thank you مولانا صاحب آپ اس پر بات کرنا چاہے ہیں آپ محرک نہیں ہیں۔ میں چاہتی تھی۔ پہلے اس کی acceptance ہو جائے پھر جس دن بحث کے لیے ہوگی اس کے بعد۔

مولانا عبدالوسع (قائد حزب اختلاف): میڈم صاحبہ! مناسب ہوگا کہ آپ House کو صحیح چلائیں تو بہتر ہے محرک تو دو بندوں نے اس طرف سے پیش کر دیا۔ آپ سے عرض یہ ہے وہاں بات ہوگئی یہاں بات ہو۔ لیکن جب رحمت بلوچ صاحب نے بھی ایک پارٹی کی طرف سے بات کی زیارتوال صاحب نے بھی ایک پارٹی کی طرف سے بات کی تو میں اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے بات نہیں کر سکتا؟

میڈم اسپیکر: جی چلیں ٹھیک ہے بات کریں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: مولانا صاحب! ایک منٹ میں بات کروں گا۔

میڈم اسپیکر: میں نے اجازت نہیں دی۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم صاحبہ! اگر اجازت ہو ایک دو منٹ میں لوں کیونکہ میں جا رہا ہوں۔ کچھ

عرصہ پہلے ایک بیان شائع ہوا تھا ایک اشتہار شائع ہوا تھا ہمارے اسمبلی ممبران کے خلاف۔۔۔

میڈم اسپیکر: نہیں زمر خان صاحب جب ایک مسئلے پر بحث ہو رہی ہو آپ اُس کے درمیان دوسرا نکتہ نہیں

لا سکتے رولز کے مطابق۔ ابھی ایک بحث جاری ہے۔ جی مولانا صاحب۔

قائد حزب اختلاف: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ میرے خیال میں اسمبلی کے اندر جس مسئلے پر بحث ہو رہی ہے۔ یقیناً بہت اگرچہ تحریک التوا کے حوالے سے ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی قرارداد یا اس سے بھی مضبوط کوئی چیز ہو سکتی ہے تو بہتر ہوتا تھا۔ زمر خان صاحب جو تحریک التوا لائے ہیں یہاں وہاں نصر اللہ زیرے صاحب، لیاقت آغا صاحب وہاں کے دوستوں نے جو پیش کردی۔ میڈم اسپیکر! ملکوں کو نقصان اُس وقت ہوتا ہے جب وہاں نا انصافی اور ظلم شروع ہو جائے کوئی کہتا ہے کہ مجھے قومیت کی بنیاد پر نشانہ بنایا جاتا ہے کوئی کہتا ہے کہ مجھے مذہب کے نام پر نشانہ بنایا جاتا ہے کوئی کہتا ہے کہ مجھے اقلیت کی بنیاد پر نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تو ساری چیزیں جب اکٹھی ہو جاتی ہیں اور مختلف آوازیں اٹھنا شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر ان ملکوں کو بہت شدید نقصان پہنچ سکتے ہیں اور اُس حد تک پہنچ سکتے ہیں کہ وہ ملک اپنی وجود کو برقرار نہیں رکھ سکتا لہذا اس پر جتنی بھی بحث ہو جائے غور ہو جائے ہر پہلو سے جائزہ لیا جائے اور اس طرح ہم اگر ایک سرسری بات کر لیں کہ میں نے پشتون کے لئے تحریک التوا پیش کر دی ہے۔ اور میں بھی اٹھ کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کی حمایت کر دی۔ آگے جا کر ان بیچاروں پر جو مشکل وقت گزرتے ہیں اور اس کے اسباب اور عوامل کا جائزہ نہ لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک التوا پر لمبی لمبی تقاریر ہو جاتی ہیں۔ لیکن اُس کی اصل بنیاد ڈھونڈ نہ لیا جائے تو ان بیچاروں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ میں اس تحریک التوا کی حمایت کرونگا اس کیساتھ ساتھ ہم تمام سیاسی پارٹیاں اپنے گریبان میں بھی جھانک لیں بشمول مجھ اور میری جماعت کے آج ہم جو رونا رو رہے ہیں کہ وہاں پشتون کو پکڑ لیا وہاں مدارس پہ چھاپے مار رہے ہیں وہاں مذہبی قوتوں کو پکڑ رہے ہیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔ تو کیا یہ حالات آن کی آن پیدا ہو گئے۔ یا اس میں ہمارا عمل دخل ہے۔ ابھی نصر اللہ زیرے صاحب کہہ رہے تھے کہ دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں بالکل رور رہا ہے۔ لیکن رونے سے پہلے ہم اپنے کردار کا جائزہ بھی لیں۔ میڈم صاحبہ! ملکوں پر حالات آتے ہیں جیسے کہ زیارتوال صاحب نے کہا کہ واقعات اور حادثات آتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اُس ملک کا بنیادی آئین اور اُن کی جو بنیادیں ہیں آپ اُنکو معطل ختم کر کے اس طرح کے حالات پیدا کئے جائیں کہ فلاں واقعہ، ہر قسم ہر واقعے کیلئے آپ آئین کو معطل کر دیتے ہیں۔ آئین کو بے اثر کر دیتے تھے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ آج ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ اس ملک کے اندر ہم تمام سیاسی جماعتوں نے بشمول جمعیت علماء اسلام ہم نے ایک ترمیمی بل پاس کر دیا قومی سلامتی پالیسی اور دوسرا قانون ہم نے پاس کر دیا قومی ایکشن پلان تیسرا قانون ہم نے پاس کر دیا تحفظ پاکستان بل اور ساری دفعات ڈاکٹر صاحب آپ اس پر غور

کریں اگر آپ کو پشتونوں کی فکر ہے پھر ہم اس پر تجویز دیتے ہیں۔ اگر ان تمام جو تین چار بل ہم نے پاس کیے ہیں تو کیا قومی سلامتی پالیسی قانون کے اندر جو مجھے یاد پڑتا ہے دفعہ 15 ہے اور اُس میں ہم تمام پارلیمنٹریں نے اور تمام سیاسی جماعتوں نے گریڈ-15 کے افسر کو مکمل اختیارات دے دیئے ہیں کہ اگر وہ محسوس کرے کہ فلاں دہشت گرد ہے اور فلاں گنہگار ہے اُسکو کسی عدالت کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اُسی وقت شوٹ کر سکتا ہے گولی چلا سکتا ہے۔ اگر اتنے اختیارات آپ دے دیں تو کیوں آپ رو رہے ہیں؟ اگر آپ نے گریڈ-15 کے افسر کو اختیارات دے دیئے اور انہوں نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر صاحب دہشت گرد ہیں اُن کے گھر کو جلادے بس ٹھیک ہے جلادیں۔ سب کچھ وہی قانون بھی وہی عدالت بھی وہی قاضی بھی وہی کوئی عدالت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر قومی سلامتی کی پالیسی میں ایک دفعہ موجود ہے کہ اگر افسر صاحب نے محسوس کیا کہ اس کو وطن سے بے دخل کیا جائے۔ بے دخل کر لیں کوئی عدالت کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا اس قسم کے قوانین اگر ہم پاس کرتے ہیں پھر یہاں کہتے ہیں یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس کے علاوہ قومی ایکشن پلان کی بنیاد پر ہم نے جو مکمل اختیارات اس معاملے میں دے دیئے ایک طرف ہم اُن کی کامیابیوں کے ترانے گاتے ہیں دوسری طرف ہم انکی شکایت کرتے ہیں۔ میرے خیال یہ پارلیمنٹریں آج جو باتیں کرتے ہیں تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ پنجابی اور سندھی اور فلاں پشتونوں کیساتھ اس طرح کرتے ہیں۔ میں دو تین دن پہلے لسبیلہ گیا تھا میں گوادرجا رہا تھا، تو لسبیلہ میں میرے پاس وہاں کے پشتون 180 کے قریب لوگ جیل میں پڑے تھے اور اُن کی صرف خواتین کو انہوں نے چھوڑا تھا اور جب میں نے اُن سے معلومات حاصل کیں تو یہ لوگ کشمیر میں جہاد کیلئے 1970ء یا 1972ء میں گئے تھے اور کشمیر حکومت کے سارے کاغذات اُن کے پاس تھے اُنکے مشکور تھے کہ انہوں نے ہمارے جہاد میں حصہ لیا اُس وقت کے ریکارڈ اُن کے پاس تھے۔ اور وہ وندر کی زمینوں کی ملکیت رکھتے تھے۔ لیکن ان لوگوں کو بھی بٹھایا تھا اُن لوگوں کو بھی بے دخل کیا تھا اور گرفتار کیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ اگر زیا تو ال صاحب بے ادبی معاف اگر آپ اس معاملے کو آج یہ تاثر دے رہے ہیں یا دُنیا کو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ پنجاب ہمارے ساتھ یہ کر رہا ہے ادھر تو آپ کی حکومت ہے۔ لسبیلہ میں پشتون کیوں جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ نہ پنجاب کی حکومت کو کوئی اختیار ہے نہ بلوچستان کی حکومت کو کوئی اختیار ہے نہ یہ اختیار انہوں نے کسی سے زبردستی لیا ہے۔ بلکہ ایک پارلیمنٹ کے تحت اور ایک قانون کے مطابق ہم نے ان کو اختیارات دے دیے ہیں اور اس پر ہم اپنی بہت بڑی کامیابی بھی سمجھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں اس طرح زبان یا اس طرح کا لفظ کیونکہ یہ مزید ملک کیلئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ کہ اگر ہم کہتے ہیں کہ پنجاب ہے اور پشتونوں کیساتھ یہ کر رہا ہے۔ تو ہر پشتون

بچہ کے دل میں یہ نفرت پیدا ہو جاتی ہے پنجاب کے خلاف میں کہتا ہوں کہ شہباز شریف کو بھی پتہ نہیں کہ کون گرفتار ہوتا ہے اور کس طرح گرفتار ہوتا ہے۔ اور سندھ میں مراد علی شاہ کو بھی پتہ نہیں ہے جیسا یہاں ڈاکٹر صاحب کو، اگر ان کو پتہ ہوتا اور وہ لسبیلہ میں گرفتار پشتون کو رہا کر دیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک غیر یقینی کیفیت ہے ملک کے اندر لہذا ہم اس طرح ایک قانون اور اس طرح ایک تحریک منظور کر کے کہ جتنے بھی بیگناہ لوگ ہیں اور غیر قانونی طور پر ہیں اور اپنے سیاسی قائدین سے بھی پوچھا جائے کہ جب آپ نے ان قوتوں کے ہاتھ میں ایک قانونی ہتھیار دے دیا اور پاکستان کے آئین اور پارلیمنٹ کے فتوے کے مطابق ایک شخص اگر وہ مار دیا جائے تو وہ دہشتگرد ہے اور انہوں نے محسوس کر دیا پھر صفائی آپ کا کام ہے۔ آپ کی پارلیمنٹ کے فتوے نے مادر زاد دہشت گرد قرار دیا ابھی اس کی صفائی آپ نے پیش کرنی ہے۔ آپ کس طرح اپنی صفائی پیش کر سکتے ہیں مادر زاد تو ہے آپ دہشت گرد لہذا اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تمام سیاسی جماعتیں اپنی آئینی ذمہ داری پوری کر کے اور حالات کو بھی بے شک نمٹایا جائے حالات اور واقعات کا مقابلہ بھی کیا جائے ملک کا تحفظ بھی کیا جائے اور اپنے بیگناہ لوگوں کو آزادی پسند نہیں کہا جائے لہذا اس قسم سے اگر کوئی کہتا ہے کہ وہاں لوگ پکڑ کے ادھر پکڑ کے ادھر پکڑ کے اور گنہگار پھر یہ سارا فائدہ انہی لوگوں کو پہنچتا ہے جو آپ دہشت گرد قرار دیتے ہیں دہشت گرد آزاد پھرتے ہیں اور بیگناہ لوگ اُس میں جاتے ہیں۔ تو ان کی ہمدردیاں اُن کیساتھ بڑھ جاتی ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس کیساتھ ساتھ تحریک التوا پر بے شک اراکین اسمبلی بحث کر لیں اور ایک پارلیمنٹ سے اور اسمبلی سے ایک با اثر کمیٹی بنا کر کے اور وہ جا کے اسلام آباد میں وزیراعظم تک کو یہ آواز سنائیں گے۔ اگر اس طرح صورتحال ہو تو نفرتیں بڑھیں گی اور اگر نفرتیں بڑھ گئیں تو ملک کے ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ اپنے برادر اقوام ایک دوسرے سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ اب لسبیلہ کے لوگ تو پنجاب سے بدظن نہیں ہو سکتے وہ تو کہتے ہیں کہ میرے ساتھ اُس دن بھی لوگوں نے مجھے کہا کہ ہمارے ساتھ جو کرتے ہیں وہ اسلم بھوتانی اور جام یوسف یعنی اُن بیچاروں کا یہی خیال تھا کہ انہوں نے ہمیں گرفتار کروایا۔ ورنہ اسلم بھوتانی اور جام یوسف، جام کمال کو کیا پڑا تھا کہ انہوں نے یہ کرنا تھا۔ لہذا اسی طرح بلوچوں کے اندر اس طرح سندھیوں کے اندر لہذا اس معاملے میں اگر اس سلسلے کو ختم کرنا ہے تو اس کے لئے باقاعدہ طریقے سے جا کر اسلام آباد میں اپنے قائدین سے بھی ملیں اور وزیراعظم اور با اختیار لوگوں سے بھی ملیں اور اس سلسلے کو ختم کر لیں تقریروں کی حد تک نہیں بلکہ بنیادی ورنہ یہ دہشت گردی سے یہ معاملہ زیادہ نقصان دہ ہے ملک کیلئے دہشتگردی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ لیکن یہ نفرتیں اور یہ محرومیت اور یہ صورتحال بہت زیادہ نقصان پہنچا سکتی ہے اور اُس وقت ملک کے وجود کیلئے خطرہ

ہوتا ہے۔ لہذا میری تجویز یہ ہے میڈم اسپیکر! اس کے بعد تحریک التوا کی ہم ضرور حمایت کرتے ہیں اور پرزور حمایت کرتے ہیں۔

(اس مرحلے میں جناب منظور احمد خان کا کڑ چیئر مین صدارت کی کرسی پر متمکن ہوئے)

جناب چیئر مین: السلام علیکم۔ یہ جو تحریک التوا پیش ہوئی ہے۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران: جناب چیئر مین! اس پر ہم بولیں گے۔

جناب چیئر مین: تحریک التوا منظور ہونے کے بعد جب باقاعدہ بحث کیلئے next اجلاس میں رکھیں پھر اُس وقت آپ بولیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر مال و ٹرانسپورٹ): جس طرح زیارتوال صاحب نے کہا ہمیں بھی پانچ منٹ بولنے دیں۔

جناب چیئر مین: جی جعفر خان صاحب بولیں۔

وزیر محکمہ مال و ٹرانسپورٹ: thank you جناب چیئر مین۔

محترمہ عارفہ صدیق: جناب چیئر مین! اگر مجھے دو منٹ بولنے دیں۔

جناب چیئر مین: جعفر خان صاحب! پہلے ان کو بولنے دیں۔ جی محترمہ۔

محترمہ عارفہ صدیق: شکر یہ جناب چیئر مین! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ میں صرف اتنا اس ایوان سے کہنا چاہوں گی کہ واقعی یہ ایک اہم اہمیت کی حامل تحریک التوا ہے اگر ہم اس کو منظور بھی کریں تو اس میں مزید چار پانچ دن لگ جائیں گے۔ میں چاہتی ہوں کہ بحیثیت چیئر مین آپ اس کا نوٹس لیں اور ان کو فون کریں۔ اس کے بعد بیشک ہم اس کو منظور کر کے اس پر بحث کریں۔ thank you

جناب چیئر مین: جی جعفر خان۔

وزیر محکمہ مال و ٹرانسپورٹ: جناب چیئر مین! آج یہ تحریک التوا جو آئی ہے۔ ہماری پشتونخوا اعلیٰ عوامی پارٹی کے دوستوں اور زمرک خان اچکزئی کی جانب سے واقعی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ ملک تھوڑنے کی میرے خیال میں ایک سازش بھی ہے جو ہم پر ڈال رہے ہیں۔ دوسری بڑی آبادی پٹھانوں کی پاکستان میں ہے اس کو as a قوم آپ دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔ ہم لاہور میں 35 سال سے رہتے ہیں ہمارا گھر اُدھر ہے۔ وہاں ہم کو اس طرح دیکھا جاتا ہے جیسا کہ میں کدھری اور سے آیا ہوں میں گیا تھا ابھی سرینا میں ایک بزنس مین تھا آیا مجھے کوئی دہشت گرد افغانستان کے مولوی کی تصویر دکھائی کہتا ہے کہ اسے جانتے ہیں۔ میں نے

کہا کہ جنیس آدمی مجھے کیوں دکھا رہے ہو میں پٹھان ہوں اس وجہ سے مجھے دکھا رہے ہو۔ شرم کرو تھوڑا بوڑھا آدمی ہوں ورنہ تمہارے منہ پر تھپڑ مار دیتا۔ اس طرح کی حالت ہے کہ ایک منسٹر کو بھی اس ترتیب سے دیکھا جا رہا ہے۔ یہ کیا کر رہے ہیں ایک جنگ تم نہیں لڑ سکتے ہو ایک جنگ تم آخر تک نہیں پہنچا سکتے ہو کیوں لڑتے ہو وہ جنگ ہم نے دس مرتبہ کہا ہے کہ یہ غلط جنگ ہے غلط بنیادوں پر شروع ہوئی ہے اُس کا غلط انجام ہوگا۔ ادھر روزانہ جو دھماکے ہوتے ہیں اس میں کچھ نہیں ہوتا لاہور میں ایک دھماکہ ہو جاتا ہے پوری کیمونٹی کے خلاف آپ نے شروع کر دیا ہے شرم آنی چاہئے ان لوگوں کو۔ حکمران ہیں ان کی یہ حکومت failure ہے انٹی لیجنس failure ہے۔ ٹھیک ہے اگر پٹھانوں میں کوئی دہشتگرد ہے تو اس کے اوپر ہاتھ ڈالا پنجابی طالبان میں کوئی دہشتگرد ہے اس کے اوپر ہاتھ ڈالا جائے دوسری قوموں میں دہشتگرد ہیں ان پر ہاتھ ڈالا جائے specific پر not as a community پشتون تو چونکہ پہاڑوں میں رہتے ہیں ہماری تو کوئی زمینداری وغیرہ ہے نہیں۔ سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں دہئی میں عرب میں پنجاب میں سندھ میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں محنت مزدوری کیلئے گئے ہوئے ہیں ان کا کوئی اور ذریعہ معاش ہے نہیں تو پھر آپ اس کو کس طرح یہ کرتے ہیں کیوں لڑ رہے ہو یہ جنگ جو تم نہیں کر سکتے ہو تمہاری capacity نہیں ہے تمہارا بس نہیں ہے۔ تمہاری انٹی لیجنس فیل ہے اور پھر اتنی بڑی قومیں پنجاب میں ایک دھماکہ ہوتا ہے آسمان گر گیا۔ پھر کیا ہو گیا بہت اعلیٰ نسل کے لوگ ہیں وہ کہ روزانہ ہمیں دھماکے ہوتے رہے ہمارے اوپر کوئی نوٹس نہیں لیتے ہیں پنجاب میں اور میں نواب زہری صاحب سے اور ہوم منسٹر صاحب سے یہ کہو نگا کہ ادھر لسبیلہ میں کس طرح کر رہا ہے ان کو فوری ابھی معطل کیا جائے ہماری گورنمنٹ ہے یا پھر ہم نکلتے ہیں گورنمنٹ سے۔ جس گورنمنٹ میں ہم بیٹھے ہیں وہ ہم لوگ وہ کر رہے ہیں definitely ہوم منسٹر صاحب کا میں انتہائی احترام کرتا ہوں سردار صاحب کا بھی انتہائی احترام کرتا ہوں لیکن ذمہ داری کے حساب سے میں یہ کہہ رہا ہوں definitely وہ ان چیزوں سے بہت بالاتر ہیں لیکن ذمہ داری کے حساب سے we are part of the Government اپنے اوپر بھی ذمہ داری ڈال رہا ہوں۔ اس طریقے سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں یہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ملک کیلئے بہتر ہے جو انہوں نے پیدا کی ہے ملک توڑنے کی۔ کس نے کہا تھا کہ ضرب عضب شروع کر دو۔ اب اس کا زور برداشت نہیں fallout تو ہوتا ہے ان چیزوں کا۔ ہاں دوسرے تین صوبوں میں ہو جائے ٹھیک ہے لیکن پنجاب میں fallout نہ ہو۔ ان کا شاید یہ concept انہوں نے بنایا ہو کہ پنجاب میں ہو، اچھا بحیثیت پٹھان جو بھی ادھر رہتے ہیں ان کا بھی مجھے پرنس علی بتا رہے تھے کہ لسبیلہ میں چالیس سال سے رہنے والے پٹھانوں کو اٹھا کر کے بارڈر پار ڈھکیل دیا گیا۔ افغان وار سے پہلے کے رہتے

ہیں ادھر اگر اس طریقے سے ان لوگوں کی ایک ترتیب اور ایک رویہ ہوگا تو یہ ملک کیلئے میں سمجھتا ہوں کہ نقصان دہ ہوگا۔ اپنے اداروں کو اپنی پالیسیوں کو درست کر دیں جن چیزوں کو ہم سرے تک پہنچا سکتے ہیں ان راستوں پر ہمیں جانا چاہیے اس راستے پر ہم کو نہیں جانا چاہیے جس میں کھائیاں ہی کھائیاں ہوں، ان میں ہم گریں گے ہم خواہ مخواہ ہر جگہ اس میں تھوڑا عقل خدا نے کس لئے دیا ہوتا ہے یہ پالیسیز ہم بناتے ہیں ہم پالیسی بنائیں ہم کو کونسا غم تھا کہ ہم افغانستان میں جا کر کے لڑ رہے تھے مجاہدین پھر طالبان ہیں پھر فلاناں ہے ساری تکلیف تو ویسٹ اور امریکہ کو تھا کہ رشیا کو کس طرح کنٹرول کرے رشیا کو کس طرح مار دیدے۔ وہاں بھی پشتون بیلٹ استعمال کیا گیا اس کا fallout بھی ابھی پشتون پر ہے اور وہی لوگ کر رہے ہیں جنہوں نے استعمال کیا یہ تو میں سمجھتا ہوں انتہائی زیادتی ہے اس طرح ملک نہیں چلتے ہیں ملک چلانے کیلئے آپ کو بڑی ہمت اور حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے بڑی عقل و دانش کی ضرورت ہوتی ہے یہ نہیں ہے کہ ایک نائب حوالدار نے جس نے کہہ دیا بس پھر پورا ملک اس پر ایک سیکشن آفیسر نے ایک چھٹی لکھی پورا ملک اس پر چلا اس طرح ملک نہیں چلتے ہیں مغرب اپنے اندر کیوں دہشگر دی allow نہیں کرتی آج امریکہ کا کیا حال ہے ایک کلب میں ایک پاگل نے فائرنگ کر دی پوری مسلم کمیونٹی پر انہوں نے پابندی لگا دی ہم نے تو اپنے گراؤنڈوں کو خود provide کیا۔ ہمارے حکمرانوں نے provide کیا ہے کہ خدا کیلئے لڑنے کیلئے آجائے ہم تیار ہیں یہاں کر ایے کے قاتل موجود ہیں پیسے ہم کو دو اور ہمارے اقتدار کو تحفظ دو ہم سب کچھ کرنے کیلئے تیار ہیں پھر اس fallout آنا ابھی سندھ اور پنجاب کے اندر ہمارے آدھے صوبے کے اندر ایک پوری کمیونٹی پشتون برادری میں سمجھتا ہوں سیکنڈ نمبر آبادی ہے ملک کی اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ آدھی آبادی کو تسلیم نہیں کرتے ہیں ایک تیسری آبادی کو آپ تسلیم ہی نہیں کر رہے ہیں کہ ان کو نہ جینے کا حق ہے نہ کوئی روزگار کا حق ہے ہمارے اوپر معمولی تکلیف آگئی تو ہم سب کو ذبح کریں گے۔ خدا کیلئے ان دونوں تجارتی التوا کو کلپ کر کے ایک بنا دیں پھر اس کو قرار داد میں convert کر دیں تاکہ ہماری اسمبلی کی طرف سے جیسے خیبر پختونخوا کی طرف سے ایک مکمل آواز آئی ہماری اسمبلی سے بھی ایک طرح مکمل آواز چلی جائے۔

thank you very much۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی پرنس احمد علی صاحب۔

پرنس احمد علی احمد زئی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں اپنے حلقے کے دورے پر تھا تو اسی دوران پشتون بھائیوں پر وہاں رٹ ہوئی اور تقریباً 70 سے 80 کے لگ بھگ یہ افراد تھے۔ جن کو بیلہ اور مختلف جگہوں سے اٹھا یا گیا اور بارڈر پر ان کو چھوڑ دیا گیا۔ یہ رات کو جو واقعہ ہوا دوسرے روز میں اپنے حلقے میں تھا تو پشتون برادری کے

لوگ آئے ہمارے پاس میں اس وقت سرکٹ ہاؤس اوتھل میں تھا جام کمال صاحب بھی وہیں تھے۔ تو انہوں نے آ کے ہمیں یہ ساری بات بتائی کہ یہ اس طرح کی رٹ ہوئی ہے۔ تو فوری طور پر ہم نے ایس پی صاحب سے رابطہ کیا ایف سی کے لوگوں سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جو پاکستانی ہیں ہم ان پر آپریشن کر رہے ہیں جن کے پاس شناختی کارڈ ہے اور نادر سے verify ہے ان کو ہم چھوڑ رہے ہیں تو ہم نے کہا اگر یہ پالیسی ہے اور اتنی اگر randomly اور پکڑ دھکڑ ہو رہی ہے اس سے بڑا ایک قیاس پھیل رہا ہے تو اس پر تقریباً 35 کے قریب لوگ انہوں نے واپس بعد میں چھوڑ دیا۔ اب یہ وہ پشتون لوگ ہیں کہ جو سبیلہ میں چالیس سال سے پہلے آباد ہیں اور کچھ لوگوں کو میں اپنے نانا کے وقت سے دیکھتا ہوں آ رہا ہوں جو انہی کیساتھ وقت گزارے ہیں اور یہ جس طرح تحریک پیش ہوئی ہے یہ نہایت ہی اہم تحریک ہے۔ میں سمجھتا ہوں پاکستان ایک فیڈریشن یونٹ ہے اور اس کی اکائیاں ہم برابر ہیں بلوچ، پشتون، پنجابی، سندھی اب اگر اس میں اس طرح کے اگر کچھ ہو کہ مخصوص ٹارگٹ کر کے ادھر پنجاب میں واقعہ ہوتا ہے اور اس کے بعد وہاں کے جو ٹریڈرز پر ہاتھ اٹھتا ہے یہ بیلہ میں اٹھتا ہے یا کہیں پر بھی اٹھتا ہے یہ discrimination کی اور یہ اس طرح کی پالیسی نہیں ہونی چاہیے۔ جہاں تک ایک آپریشن کے تحت دہشتگردوں کے اوپر ایکشن ہے وہ ایک الگ چیز ہے لیکن اس طرح کی یہ نوعیت یہ بڑا ایک sensitive issue ہے اور اس تحریک التوا سے ایک تو پشتون بھائیوں کا جن کے اوپر اس طرح کی کارروائی ہو رہی ہے being a baloch میں آپ کے ساتھ کھڑا ہوں۔ اور یہ بلوچستان ایک گلدرستہ ہے جس طرح مولانا صاحب نے کہا کہ وہ ڈاکومنٹس ان کے پاس کشمیر کے وقت سے ہیں جب وہ کشمیر تک جا کے انہوں نے لڑا ہے ان کے پاس سرٹیفکیٹس ہیں تو یہ چیز discrimination اور اس طرح کی چیزیں نہیں ہونی چاہئیں۔ ہمارے ہوم منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان چیزوں کو بڑی باریکی سے دیکھنا چاہیے جو دہشتگرد ہیں اس کو الگ رکھیں اور دہشتگرد تو ہر قوم میں ہو سکتا ہے اچھے اور برے لوگ ہر قوم میں ہو سکتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خاص مخصوص کر کے ایک خاص قوم کو ٹارگٹ کیا جائے۔ اور جس طرح مولانا صاحب نے کہا کہ جام صاحب نے اور بھوتانی صاحب نے انہوں نے کہا کہ یہاں صرف پشتونوں کو نکالا جائے یہ بالکل میں سمجھتا ہوں کہ یہ کچھ لوگوں کی اپنی ایک سوچ ہو سکتی ہے جام صاحب نے ہمیشہ پشتون برادری کو سبیلہ میں ہم نے ان کو ہمیشہ دیکھ کر کیا ہے وہ ہمارے ہاں رہتے ہیں جیسے میں نے آپ سے ذکر کیا میں اپنے نانا کے وقت سے ان لوگوں کو دیکھتا آ رہا ہوں وہ بالکل ہماری ایک فیملی ممبر کی طرح ہیں وہاں رہتے ہیں تو لہذا اس چیز کو بڑی باریکی سے دیکھنا چاہیے پاکستان ایک فیڈریشن یونٹ ہے اور اس فیڈریشن یونٹ کے اندر جتنی بھی اکائیاں ہیں یہ

مل کر ایک مضبوط پاکستان بناتی ہیں اور ہمیں اس کی مضبوطی کیلئے کوشش کرنی ہے۔ شکر یہ جناب چیئرمین: جب تاریخ fix کر لیں گے بحث کیلئے پہلے اسکو منظور ہونے دیں next date کیلئے رکھ لیتے ہیں بیشک پھر سارا ایوان اس پر بحث کر لے کیونکہ۔ دیکھیں ناں گیلو صاحب! مسئلہ یہ نہیں یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے سب جانتے ہیں سارے بھائی اس پر بحث کر رہے ہیں سارا ایوان اس پر بحث کر رہا ہے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کیلئے ایک پورا دن دے دیتے ہیں کہ تمام ممبران اس پر بحث کر لیں۔ میں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ اس پر رائے لے لیتے ہیں چونکہ گیلو صاحب (مداخلت۔۔ شور)

میر سرفراز احمد بگٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور): اس پر سیر حاصل بحث کریں گے لیکن کیونکہ ایک important point کی نشاندہی ہوئی ہے جعفر خان کی طرف سے مولانا واسع صاحب کی طرف سے اگر آپ مجھے اجازت دیں گے بحیثیت ہوم منسٹر کہ میں تھوڑا سا clear کر دوں اور گورنمنٹ کی تھوڑی پالیسی بتا دوں اگر آپ اجازت دیں گے۔

جناب چیئرمین: سرفراز بگٹی صاحب! رائے لے لیتے ہیں اس کے بعد میں آپ کو موقع دیدیتا ہوں چونکہ اس میں جعفر خان صاحب! اس پر رائے لے لیتے ہیں پھر میں بگٹی صاحب کو موقع دیدیتا ہوں پھر تفصیلی بات کر لیں، چونکہ تحریک التوا۔

جناب چیئرمین: جی زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر محکمہ تعلیم): یہاں جو کچھ ہو رہا ہے سرفراز صاحب اُس کی وضاحت کرنا چاہے تھے مولانا صاحب نے کہا کہ لسبیلہ میں ایسا ہوا۔ واقعاً ایسا ہوا تھا لیکن گورنمنٹ نے اُس کا نوٹس لیا۔ اُن تمام لوگوں کو ہم واپس لے آئے ہیں۔ اور جنہوں نے یہ کام کیا تھا اُن کے بارے میں باقاعدہ اُن کو بتایا کہ وہ آئندہ اس قسم کی حرکت نہیں کریں گے۔ اب صوبہ کے حوالے سے میں بات کر رہا ہوں۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ جو کریک ڈاؤن ہوا تھا یہ پورے ملک میں اس طریقے سے تھا اور ہمارے صوبہ میں صرف لسبیلہ میں اس طریقے سے ہوا تھا۔ اُن لوگوں کو وہاں سے اٹھایا تھا یہاں لے آئے تھے۔ اور نوشکی کے بارڈر پر اُن کو چھوڑنے کا جو کہا تھا۔ لیکن ہم نے اُن سے کہا کہ فوری طور پر آپ ان کو روک لیں ان کو واپس کر دیں۔ اور اُن سب کے پاس پاکستان کے شناختی کارڈز موجود تھے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ اُن کو لے جائیں گے border cross کریں گے کس کے پاس جائیں گے؟ ٹھیک ہے آپ کی بات درست ہے لیکن ہمارے صوبہ میں ہم وہ کرنے نہیں جا رہے ہیں۔ دوسری بات جو مولانا صاحب نے کی وہ یہ ہے کہ یہ جو بنایا تھا apex جو کمیٹی ہے یا جویشنل

اُس کی بنیاد پر جو بنی تھی وہ ہم نے نہیں، کسی صوبہ نے نہیں پورے ملک میں مل بیٹھ کے دو سال کی اُن کو اجازت دی تھی۔ باقی جو اس وقت صورتحال ہے اُس پر بحث جاری ہے پارٹیوں کی اپنی اپنی رائے ہے اس سے ہم دستگیری نہیں لائے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے مولانا صاحب! میں آپ کو گوش گزار اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ beat about the bush، وہ یہ ہے کہ آپ کسی چیز کے پیچھے پھر رہے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ یہ چیز اس کو نے میں پڑی ہے یہ محاورہ اس لئے ہے۔ آپ ادھر ڈنڈے مار رہے ہیں ادھر ڈنڈے مار رہے ہیں کہ میں تو یوں سرگرم لگا ہوا ہوں ڈھونڈ رہا ہوں، وہ معلوم ہے۔ آپ کو سلیم صحافی لکھ کر کے دے رہا ہے کہ کیا ہے۔ پاکستان میں کسی قوم کے نام سے طالبان نہیں ہیں، پنجابی طالبان ہیں۔ پشتون طالبان کا آج تک کسی نے نہیں کہا ہے۔ افغان طالبان کی بات کرتے ہیں لیکن پاکستان میں اگر طالبان ہیں تو پنجابی طالبان ہیں۔ پنجابی طالبان کی پرورش کس نے کی؟ اب وہ ڈنڈے ہمارے سر کیوں پڑ رہے ہیں جن کی پرورش کسی اور نے کی۔

جناب چیئرمین: زیارتوال صاحب! یہ ہم منظور کر لیتے ہیں پھر میں سرفراز صاحب کو موقع دے دیتا ہوں وہ اس پر detailed بات کر لیں۔ چونکہ تحریک التوا نمبر 1 بھی اس نوعیت کی ہے لہذا تحریک التوا نمبر 3 کو تحریک التوا نمبر 1 کے ساتھ کلمپ کیا جاتا ہے۔ آیا کلمپ شدہ تحریک التوا کو مورخہ 4 مارچ 2017ء کی نشست میں بحث کیلئے منظور کیا جائے۔ ہاں یا ناں؟ تحریک کو اسمبلی کے قاعدہ نمبر (2) 75 کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہوگئی لہذا کلمپ شدہ تحریک التوا دو گھنٹے کے بحث کے لئے مورخہ 4 مارچ 2017ء کی نشست میں بحث کیلئے منظور ہوئی۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین: جی مولانا عبدالواسع صاحب۔

قائد حزب اختلاف: کل تک تو زیارتوال صاحب! اُن میں سے کوئی رہا نہیں ہوئے تھے۔ دو بجے مجھے ٹیلیفون آیا اور معلومات ہوئیں، ہاں مزید چھاپے مارنا بند ہو گئے ہیں۔ لیکن اُس وقت بھی جب ہم وہاں تھے تو وہاں ہم نے کہہ دیا کہ ان لوگوں کے، پتہ نہیں بس کی بات ہے یا نہیں لیکن حکومت نے ابھی تک اُن لوگوں کو رہا نہیں کروایا۔ لیکن کل، آج کی مجھے معلومات دیں اگر رہا ہوئے۔ دوسری گزارش انہوں نے یہ کی ”کہ دو سال کے لئے“۔ دو سال کے لئے تو فوجی عدالتوں کا معاملہ ہے وہ بھی ابھی منظوری تو دے رہے ہیں انشاء اللہ۔ اور وہ قومی سلامتی اور تحفظ پاکستان اور قومی ایکشن پلان، اُس کی کوئی حد نہیں ہے۔ کون کہتا ہے کہ دو سال کے لئے ہے؟ وہ تو پورا اُس کے لئے، فوجی عدالتوں کے لئے ہم دو سال کے لئے ابھی نئی جو منظوری کل یا پرسوں یا تیسوں

دیتے ہیں۔ لہذا یہ سارے حقائق ہیں اس پر تو اگر وہ تردید کر لیں تو کیا ضرورت ہے۔ اگر میں نہ کر لوں کیونکہ میں خود بھی اس میں ملوث ہوں۔ تو ان حقائق کو کیوں سامنے نہیں لاتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ حقائق کو ہمیں سامنے لانا چاہیے ان کی بنیاد پر فیصلے کرنا چاہیے۔ اگر خواہوا وہ کہتے ہیں کہ اس کی تردید کر لو میں فلاں بات کرونگا وہ اپنی بات کریں گے اور وہ اس کی وکالت کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم حکومت اور جمہوریت ہو جاتے ہیں تو میرے خیال میں جمہوریت اس مسئلے میں مکمل ناکام ہو گئی ہے۔ ورنہ لوگ تو آپ کو معلوم تھے تو جب آپ نے اختیارات اُن کو دے دیا تو پھر آپ کو کیا معلومات ہیں، وہ معلومات تو اُن کے ہاتھ میں چلی گئیں پھر آپ اُن کا انتظار کر لیں۔ جس کے سر پر لاٹھی آگئی تو آجائے بس صبر کر لو۔ اگر اپنے اختیارات دوسروں کو آپ دیتے ہیں۔ جب آپ کے اختیارات ہوں تو پھر آپ تمیز کر سکتے ہیں کہ یہ اچھا ہے یا بُرا ہے۔ آپ کو معلوم ہے لیکن جب آپ کے ہاتھ سے اختیارات نکل گئے پھر کیوں یہ آوازیں اُٹھتی ہیں کہ یہ صحیح ہے۔ صحیح ہوگا، آپ کی کوئی بات ماننے بھی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: سرفراز بیٹی صاحب! please! گیلو صاحب! ان کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: جناب چیئرمین! شکر یہ بہت ہی sensitive issue ہے۔ اور اس پر زیارتوال صاحب نے حکومت کی جو پالیسی ہے وہ بتادی ہے۔ لیکن اُس سے پہلے میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ نہ گورنمنٹ کی، نہ کسی عسکری ادارے کی، نہ فیڈرل گورنمنٹ کی، نہ پنجاب گورنمنٹ کی، یہ پالیسی بالکل نہیں ہے کہ ethnic بنیادوں پر کسی خاص قوم کو target کیا جائے۔ اگر ethnic بنیادوں پر چیزوں کو deal کیا گیا تو وہ اس ملک کیلئے بہت خطرناک ہے۔ اور میں بحیثیت بلوچ، بحیثیت ہوم منسٹر، شدید الفاظ میں اس کی مذمت کرتا ہوں کہ اگر ethnic بنیادوں پر کسی پشتون کو کہیں بھی تنگ کیا جاتا ہے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اب چونکہ 4 تاریخ کو آپ نے بحث کیلئے منظور کیا ہے۔ تو جناب چیئرمین! میں اس بحث کو یقیناً سمیٹوں گا، جب تمام اراکین اپنی آراء دیں گے اُس کے بعد اس کو سمیٹنے کی کوشش کرونگا اور حقائق قوم کے سامنے لانے کی کوشش کروں گا۔ ایک additional چیز میں بتا دوں کہ مولانا واسع صاحب نے جس طرح فرمایا ”نیشنل ایکشن پلان کا“، یا ”ہم نے اختیارات دے دیئے ہیں“۔ اگر کھل کر بات کی جائے because میں اُس apex committee کا ممبر ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ to correct، درستگی کے لئے میں بتا دوں کہ فوجی عدالتوں میں اگر کسی ملزم کو بھیجا جاتا ہے، اُس سے پہلے ایک scrutiny کا عمل ہے۔ اُس میں پرائونٹل گورنمنٹ کا ایک role ہے۔ اُس میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کا role ہے۔ ہمارے سی ٹی ڈی ڈیپارٹمنٹ کا

role اور ایک پوری scrutiny کے بعد وہ ملزم اُس میں جاتا ہے، ملٹری کورٹ میں جاتا ہے۔ لہذا بالکل اپنے اختیارات کسی کو دے دینے والی بات مناسب نہیں ہے۔ اور جب آپ دہشتگردی کے خلاف ایک جنگ لڑ رہے ہیں، بڑی complicated جنگ ہے۔ اور اس میں special measures لیے جاتے ہیں۔ جب آپ جنگ کی صورتحال میں ہوتے ہیں، تو یہ اُن special measures کا جس میں ہمارے تمام قائدین نے بیٹھ کے اُن national action plan کے 20 نکاتی پلان کو بنایا تھا۔ میں انشاء اللہ و تعالیٰ چار تاریخ کو اس پر مکمل بلوچستان کے حوالے سے اس ہال کو بریف کرونگا۔ اور ساتھ ساتھ اس کو بھی conclude کروں گا یہ جو ایک سوال پورے پاکستان میں اُٹھ رہا ہے جو کہ بڑا میں سمجھتا ہوں خطرناک ہے۔ جناب چیئرمین! اس کو اس طرف بالکل نہیں لیا جائے اس کو ethnic بنیادوں پر۔ نہ کسی کی یہ سوچ ہے نہ کوئی یہ سوچ رکھے۔ اگر ethnic بنیادوں پر کیا جائے تو کوئٹہ میں جو دھماکہ ہوا تھا وہ پھر کسی پشتون نے نہیں کیا تھا جو 8 اگست کو ہوا تھا۔ نہ کسی بلوچ نے کیا تھا۔ تو لہذا ethnic بنیادوں پر ان چیزوں کو نہیں لے جایا جائیگا۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔ اور میں انشاء اللہ 4 تاریخ کو مکمل اس پراس ہال کو بریف کرونگا۔ پہلے کے حوالے سے بھی، پنجاب میں جو کچھ ہو رہا ہے اُس کے حوالے سے بھی، پنجاب گورنمنٹ سے بھی رابطہ کریں گے ان کے ہوم سیکرٹری سے رابطہ کریں گے۔ جو اُن کا Minister for Law ہے رانا ثناء اللہ صاحب اُن سے پہلے بھی میری بات ہوئی ہے۔ میں دوبارہ بھی اُن سے اس سلسلے میں بات کروں گا۔ اور 4 تاریخ کو اس بحث کو انشاء اللہ و تعالیٰ سمیٹیں گے اور آپ کو تمام حقائق سے آگاہ کریں گے۔ شکر یہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: thank you میرے عاصم کرد صاحب، اسکے بعد کھیتراں صاحب! آپ کو موقع دوں گا۔ میرے محمد عاصم کرد گیلو: چیئرمین صاحب! آپ کی بہت بہت مہربانی۔ سب سے پہلے تو میں بلوچ کلچر ڈے پر اہل بلوچستان کے بلوچ اور ساری برادر یوں کو مبارکباد دیتا ہوں اور جو ہماری قرارداد نمبر on and three جو ہمارے ساتھیوں نے پیش کی ہیں یہ تحریک التوا بالکل حقائق پر مبنی ہیں ان کی میں حمایت کرتا ہوں اور جب 4 تاریخ کو ہم پر بحث کریں گے کیونکہ ہمارے بلوچستان کی پشتون برادری ہے جو ہمیں بھی کچھ پتہ ہے جو ان پر دوسروں صوبوں میں اتنا ظلم کیا جا رہا ہے بالکل ہم اس کے برابر کے شریک ہیں۔ چیئرمین صاحب! اس سے پہلے میں نے ساری اسمبلی کی توجہ اس جانب مبذول کرنا چاہتا تھا کہ ہمارے تقریباً پارلیمانی سال کے نو ماہ گزر گئے تین quarter، ایک quarter ابھی بچا ہوا ہے۔ اسی فلور پر آج سے تقریباً سات ماہ پہلے پی ایس ڈی پی کی ایک اسکیم تھی جو میرے حلقے سے تعلق رکھتا تھا پی ایس ڈی پی نمبر 1690 اس پر ادھر بحث کر رہے تھے تو

ہمارے محترم پی اینڈ ڈی منسٹر نے کہا کہ میں یہ مسئلہ حل کرونگا۔ چیئر مین صاحب! مسئلہ یہ ہے اس کی جو cost ہے 171773.770 ملین کی ہے اور اس دفعہ اس کی۔۔۔۔۔

جناب چیئر مین: گیلو صاحب! exact figures دوبارہ بتادیں۔

میر محمد حاصم کر دیلو: 1773.770 ملین اس کی cost ہے۔ اور اس کی allocation جو رکھی تھی اس سال صرف 75 ملین۔ تو اس ٹائم ہمارے سی ایم بھی موجود تھے تو میں نے کہا ڈاکٹر صاحب اگر اس حساب سے اس اسکیم کو آپ شروع کریں گے تو اس میں پندرہ سے بیس سال لگ جائیں گے۔ تو جو چھپلا بنا ہوا ہے اس کی افادیت ختم ہو جائیگی مگر ڈاکٹر صاحب نے اس فلور پر promise کیا تھا، کہ نہیں اس کا ہم بڑھا دیں گے نو ماہ ہو گئے وہی کا وہی پڑا ہوا ہے۔ اسپیکر صاحب! اس کے علاوہ ہمارے جو ایجوکیشن سیکٹر میں جو cost تھے ہماری اسکیموں کے آپ گریڈ 180 مل اسکل اور ہائی اسکل تھے اس کا پی ایس ڈی پی نمبر 1373 ہے اس کی cost ہزار ملین تھی اور ڈاکٹر صاحب نے مہربانی کر کے بلوچستان کے عوام پر رحم و کرم کرتے ہوئے 50 لاکھ رکھ دیئے تو اس کے علاوہ چیئر مین صاحب! ایک پی ایس ڈی پی نمبر 1374 یہ سارے بلوچستان کا ہے اس کی cost 350 ملین تھی یہ اسکولوں کی دیواروں کے لئے مل اسکلوں کے لئے ہائی اسکولوں کے لئے اس میں صرف پانچ ملین رکھے گئے تھے۔ اس کے علاوہ چیئر مین صاحب! ایک پی ایس ڈی پی نمبر ہے اگر ڈاکٹر صاحب نوٹ کر لیں مہربانی کر کے 1375 اس کی Cost تھی دو ہزار چار سو ملین اس میں بھی پانچ ملین ڈاکٹر صاحب نے سارے بلوچستان پر رحم و کرم کرتے ہوئے رکھ دیئے۔ یہ میں بتاتا ہوں تو اس میں تین سو ہائی اسکول اور پانچ سو مل اسکل تھے سارے بلوچستان کے۔ اس میں allocation یہ ساری اسکیموں میں جو چھ ارب کچھ کے ہیں اس میں ایک ارب رکھا ہوا تھا نو ماہ ہو گئے ہیں ان میں سے ایک پیسہ بھی ریلیز نہیں ہوا ہے میں نے اس فلور پر بتایا تھا کہ ہمارے علاقے میں جب گرمی ہو جاتی ہے تو کام بند ہو جاتا ہے پندرہ اپریل کے بعد ادھر بالکل ابھی ہمارے ساتھ بچا ہے ڈیڑھ ماہ جو ایک ہزار ملین رکھے ہیں ایک ارب روپے ان میں سے بلوچستان کہیں بھی ایک پیسہ utilize نہیں ہوا ہے۔ چیئر مین صاحب! ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہیں اگر ایک پیسہ بلوچستان میں utilize ہوا ہے تو مجھے بتادیں۔ چیئر مین صاحب! میں بتاتا چلوں پی ایس ڈی پی نمبر 875 یہ ہمارے جو great water plan تھا کہ کوئٹہ کے لئے پانی لانا تھا اس میں چالیس بلین اس کی کاسٹ تھی دس بلین اس کے لئے رکھے گئے تھے ڈاکٹر صاحب اس میں سے ایک پیسہ بھی ابھی نو ماہ ہو گئے utilize نہیں ہوئے ہیں اسی طرح کوئٹہ کے لئے ٹرین سسٹم تھا۔۔۔۔۔ جناب چیئر مین: گیلو صاحب اگر آپ تھوڑا جلدی wind up کر لیں کیونکہ اسمبلی کی پوری کارروائی باقی ہے

میر محمد عاصم کر دگیلو: چیئر مین صاحب! دو بلین رکھے گئے تھے ان میں سے ایک پیسہ ابھی تک utilize نہیں ہوا اس کا پی ایس ڈی پی نمبر 2286 ڈاکٹر صاحب نوٹ کریں ایک ہے گرین چینل بسین کوئٹہ کے لئے اس کا پی ایس ڈی پی نمبر 2287 اس کے لئے ایک بلین رکھے گئے تھے ایک پیسہ بھی utilize نہیں ہوا نو ماہ گزر گئے اس کے علاوہ پی ایس ڈی نمبر 2288۔۔۔۔۔

جناب چیئر مین: گیلو صاحب! باقی آپ پھر ان کو دیدیں ٹھیک ہے۔

میر محمد عاصم کر دگیلو: نہیں میں یہ چند مثال آپ کو دے رہا ہوں تین ہزار پانچ سو بلین تھے ان میں سے ایک پیسہ بھی utilize نہیں ہوا ہے اسکے بعد 2289 پی ایس ڈی پی نمبر یہ پروگرام تھا۔۔۔

جناب چیئر مین: گیلو صاحب! باقی آپ دیدیں جو چیز آگئی ہے۔

میر محمد عاصم کر دگیلو: اس کے چار ہزار بلین ہے چار ارب پر ایک پیسہ بھی utilize نہیں ہوا ہے۔

جناب چیئر مین: گیلو صاحب! دیکھیں نا آپ کا point آچکا ہے۔

میر محمد عاصم کر دگیلو: چیئر مین صاحب! ہمارا سال ہی گزر گیا آپ ہمیں چھوڑیں نا 26 بلین روپے میں سے ایک پیسہ بھی نو ماہ گزرنے کے بعد utilize نہیں ہوا ہے۔ ہمارے اسکول سارے رہ گئے اسکولوں کے پیسے جو 6 ارب کچھ تھے ان میں سے ایک روپیہ ریلیز نہیں ہوا ہے ہماری جو تقریباً 1035 نئی اسکیم تھی 52 ارب اس میں تھے ایک اسکیم بھی مکمل نہیں ہوئی ہے جو ہمارے 1258 اسکیم تھی اٹھارہ ارب روپے ڈاکٹر صاحب اس فلور پر بتائیں ان میں سے اگر ایک ہی اسکیم ہو تو ہم قصور وار ہیں۔

جناب چیئر مین: ڈاکٹر صاحب! please take the floor! ڈاکٹر صاحب! جو چیزیں انہوں نے رکھی ہیں۔

میر محمد عاصم کر دگیلو: چیئر مین صاحب! آپ اپنی بحث کر رہے ہیں ہمیں نہیں سن رہے ہیں ہمارے جو یہ پیسے پڑے ہوئے ہیں پچھلے سال بھی ایسا ہوا جو فیڈرل سے پندرہ ارب آئے تھے وہ بھی utilize نہیں ہو سکے۔

جناب چیئر مین: گیلو صاحب! صاحب please دستگیر با دینی صاحب! take the floor ، آغا صاحب! میں نے دستگیر صاحب کو فلور دیدیا، گیلو صاحب please، آپ نے point of order دیا تھا سب آچکا ہے۔

میر محمد عاصم کر دگیلو: یہ سال ختم ہونے کو ہے اس کا پھر کیا ہوگا۔۔۔ (مداخلت۔ شور مائیک بند)

جناب چیئر مین: دستگیر صاحب! آپ کا اسی سے related ہیں؟

حاجی میر غلام دستگیر بادی: اسی سے related ہے۔

جناب چیئر مین: ڈاکٹر صاحب! اس کو سن لیں یہ آپ سے related ہے thank you

حاجی میر غلام دستگیر بادی: جناب اسپیکر صاحب! جیسے گیلو صاحب نے کہا کہ جو on going تقریباً جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ on going schemes ہیں اسی طرح جناب اسپیکر صاحب! ٹوٹل ہماری on going schemes پہلے میں اپنے ڈسٹرکٹ کی مثال دیتا ہوں کہ جہاں 11 کروڑ روپے اگر رکھے گئے ہیں کسی روڈ کے لیے۔ میرے خیال میں میں زنگی ناوڑ روڈ کی مثال دوں گا کہ بہت مشہور ہے شاید آپ نے نام سنا ہوگا اس کے لیے 3 کروڑ پچھلے سال 15-16 کے بجٹ میں رکھے گئے 2016-17 میں اس کے لیے 50 لاکھ روپے رکھے ہیں تو اسی طرح ہمارے schools پہلے تو جو ہمارے فنڈ جو ہر ایم پی اے کا share ہوتا ہے اس میں میرے خیال میں ٹوٹل ڈاکٹر صاحب کو معلوم ہو۔ پی اینڈ ڈی کا چکر لگاتے لگاتے ACS صاحب جب وہاں میرے خیال میں داؤد بڑیچ تھے ان کے الفاظ یہی تھے کہ میں یہاں بیٹھا ہوں میں کسی کام کو روکنے کے لیے نہیں چھوڑوں گا میں دن رات کام کرتا ہوں لیکن افسوس کے ساتھ کہ اسٹیڈیم وہ بھی پی اینڈ ڈی میں رکھا ہوا ہے یا اسکولز کی بلڈنگز ہیں up gradation ہو یا جو ہم نے schemes ideniify کی ہیں وہ on gonig ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم اپنی فریاد کہاں لے جائیں میرے خیال میں پہلے بھی میں نے اسی topic پر جیسے عاصم گیلو صاحب نے کہا میں نے بھی کہا کہ ہم آتے جاتے تھک جاتے ہیں لیکن پی اینڈ ڈی میں ہماری schemes وہ ہیں کہ وہ ہیں کبھی بہانہ ہے کہ جی پی ایس ڈی پی book کی پرنٹنگ میں تھوڑا سا مسئلہ آ گیا ہے کبھی بہانہ ہے کہ جی ہم سی ایم صاحب کو سمری بھیجیں گے مطلب مختلف بہانے ہیں جب مارچ کا مہینہ آ گیا میرے خیال میں دو تین ماہ رہ جائیں گے اور میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب کو ہم ایڈوانس میں مبارک بادی دیتے ہیں کہ وہ ان کیلئے بچ جائیں گے اور lapse ہو جائیں گے۔ (مداخلت، مداخلت)

جناب چیئر مین: thank you thank you دستگیر صاحب۔ جی ڈاکٹر صاحب جواب دیدیں پھر اس کے بعد آپ۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر پی ڈی اے): انکا بھی یہی جواب ہے میرے بھائی سب کا۔ میں مجھے بولنے

دیں میں نے اگر دیکھیں۔ (شور، مداخلت)

وزیر پی ڈی اے: جناب اسپیکر۔

جناب چیئر مین: جی ڈاکٹر صاحب۔

اگر کسی کو (پشتو) آپ کی بڑی مہربانی مجھے بولنے دیں بھائی۔

جناب چیئر مین: ڈاکٹر صاحب! اس سے related آپ کا جواب دیدیں گے مجیب صاحب۔
جی ڈاکٹر صاحب۔

وزیر پی ڈی اے: اگر کسی کو اپنی ہی پارٹی کے سی ایم پر اعتماد نہیں ہے وہ ادھر آ جائیں بھائی۔
جناب چیئر مین: گیلو صاحب! آپ مجھ سے بات کریں آپ وہاں بات نہ کریں آپ بیٹھ جائیں
please۔ ابھی ان کے ساتھ ہے گیلو صاحب۔

حاجی میر غلام دستگیر بادینی: ہمارے ساتھ پی اینڈ ڈی میں نہیں ہو رہے ہیں۔
جناب چیئر مین: آپ نے اپنی بات کر لی ابھی ان کو جواب دینے دو گیلو صاحب please۔
وزیر پی ڈی اے: جناب اسپیکر جب یہ بول رہا تھا میں کروں گا میں نے مداخلت نہیں کی۔
جناب چیئر مین: گیلو صاحب! ابھی آپ سن لیں پھر آپ جواب دیدیں۔ جی ڈاکٹر صاحب۔
وزیر پی ڈی اے: جناب اسپیکر! آپ بھی اس گورنمنٹ کا حصہ ہے ہم بھی اس گورنمنٹ کا حصہ ہے ان سب
کو اچھی طرح پتہ ہے کہ ہم نے بجٹ بناتے وقت repeat i بجٹ بناتے وقت on going کے لیے
ہمارے پاس پیسے نہیں تھے ہم نے نہیں رکھے ہیں ان سب کو پتہ ہے اور پانچ ماہ تک ہم سب سی ایم صاحب سے
request کرتے تھے بشمول پارلیمانی لیڈر کے کہ بھائی ہم اپنی on goings کے لیے کیا کریں ہم
اگر سب کچھ دے دیتے تو ہم مشکور ہوتے اس نے کسی نہ کسی طریقے سے on going کے لیے ہمیں اتنے پیسے
دیئے جو ہم ان کو دے سکیں پچھلے گورنمنٹ میں۔

جناب چیئر مین: گیلو صاحب! please آپ ان کو بولنے دیں جواب آپ سے بعد میں لے لیں گے گیلو
صاحب۔ گیلو صاحب! آپ بعد میں بولیں پہلے ان کو complete کرنے دو۔ گیلو صاحب please
دیکھیں میں نے آپ کو موقع دیا دستگیر صاحب! please۔ پھر آپ کو موقع دوں گا۔

حاجی میر غلام دستگیر بادینی: ڈاکٹر صاحب! کا اصل میں ایک منٹ ڈاکٹر صاحب آپ منسٹر پی اینڈ ڈی ہیں
یہ سوال آپ سے related ہے۔

وزیر پی ڈی اے: بھائی! مجھے بولنے دیں۔

جناب چیئر مین: دستگیر صاحب۔

وزیر پی ڈی اے: دیکھیں جناب اسپیکر نہیں۔

جناب چیئر مین: ڈاکٹر صاحب! conclud کر دیں۔

وزیر پی ڈی اے: ابھی مجھے بولنے نہیں دیتے ہیں بیٹیک۔

جناب چیئر مین: ڈاکٹر صاحب! بولیں۔

وزیر پی ڈی اے: میں ان کو assure کرتا ہوں کہ سی ایم صاحب کدھری گئے نہیں ہیں میں ان کو اپنے ساتھ لے جاتا ہوں سی ایم کے پاس لے جاؤں گا ہم نے on going کے لیے اتنے پیسے رکھے ہیں جو بڑی مشکل سے پچھلے سال جو on going میں ہم نے دی تھیں ان کے آدھے ہم دے رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: گیلو صاحب دیکھیں وہ کہہ رہے ہیں آپ کو جواب دے رہے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ خود جاؤں گا سی ایم صاحب کے پاس۔

وزیر پی ڈی اے: جناب اسپیکر! اس سے زیادہ ہم آپ کو۔۔۔

جناب چیئر مین: دیکھیں ڈاکٹر صاحب please ڈاکٹر صاحب ایسا اب آغا صاحب، آغا صاحب۔

(سید لیاقت علی آغا بغیر مائیک کے بولتے رہے)

(جناب چیئر مین کی رولنگ کے باوجود کہ اذان شروع ہے پھر بھی معزز اراکین اسمبلی آپس میں بولتے رہے)

(اذان مغرب)

وزیر پی ڈی اے: سب گورنمنٹ کا حصہ ہے۔

جناب چیئر مین: اب ہم کارروائی کی طرف آتے ہیں کیونکہ ابھی تک بہت کارروائی باقی ہے ڈاکٹر صاحب بس آپ نے جواب دے دیا جب سی ایم صاحب۔

وزیر پی ڈی اے: یہ میرا ذاتی بحث نہیں ہے ہماری موجود collective government نے جتنے پیسے دیئے ہیں اگر ان کے پاس ثبوت ہے کہ اس سے زیادہ پیسے پی اینڈ ڈی کو ملے ہیں یا چیف منسٹر کے پاس ہے ہم جا کہ اس کو بتا دیں گے کہ 150 سال اس میں لگیں گے اس کو جلدی فنڈ دے دیں تاکہ ہم پورا کریں یہ یہ ثبوت لے کر آئیں چیف منسٹر سے۔

جناب چیئر مین: thank you ڈاکٹر صاحب۔

وزیر پی ڈی اے: یہ کہتا ہے کہ ہماری پہنچ منسٹر تک ہے اگر یہ نہیں جاسکتے میں لے جاتا ہوں کہ بھائی۔۔۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب thank you گیلو صاحب please محترمہ حسن بانو رخشانی صاحبہ اور محترمہ کشور احمد جتک صاحبہ ارکان صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 123 پیش

کریں۔ اس کے بعد دوں گا please کھیتران صاحب I request۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: نہیں جناب اسپیکر صاحب! پھر سرفراز چلا جائیگا۔

جناب چیئر مین: نہیں جائیگا۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: ٹھیک ہے آپ اس کو پابند کر لیں جس ٹائم تک کہتے ہیں میں بیٹھا ہوں۔

جناب چیئر مین: گیلو صاحب! میں نے فلور اٹوڈے دیا۔ please گیلو صاحب ڈاکٹر صاحب میں نے

فلور دے دیا گیلو صاحب۔ آغا صاحب آغا صاحب please۔

(مداخلت۔ شور۔ سید لیاقت علی آغا اور میر محمد عاصم کرد گیلو آپس میں بغیر مائیک کے بولتے رہے)

جناب چیئر مین: آپ تمام بیٹھ جائیں۔ ڈاکٹر صاحب آغا صاحب گیلو صاحب please بیٹھ جائیں۔

(مداخلت۔ شور۔ سید لیاقت علی آغا اور میر محمد عاصم کرد گیلو جناب اسپیکر کی رونگ کے باوجود آپس میں بغیر مائیک

کے بولتے رہے)

جناب چیئر مین: آغا صاحب please گیلو صاحب جی رخشانی صاحبہ۔

محترمہ حسن بانور رخشانی: thank you very much

جناب چیئر مین: آپ نماز پڑھ کر آ جائیں۔ میں پابند کرتا ہوں میں کوشش کرتا ہوں پابند کرتا ہوں اگر نہیں

گئے تھے تو ابھی بھی موجود نہیں ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں اس قرارداد کے بعد آپ کو موقع دے دیتا ہوں ٹھیک

ہے ڈاکٹر صاحبہ اس قرارداد کے بعد ڈاکٹر صاحب ڈاکٹر صاحبہ please اس قرارداد کے بعد بیشک آپ فلور

لے لیں۔ please ڈاکٹر صاحبہ کارروائی کو چلنے دیں۔

(مداخلت۔ محترمہ ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ صاحبہ بغیر مائیک کے بولتی رہی)

جناب چیئر مین: کارروائی کو چلنے دیں میں بیچ میں موقع دے دوں گا ڈاکٹر صاحبہ please صرف کارروائی کو

چلنے دو۔ جی۔

محترمہ حسن بانور رخشانی: جی thank you very much چیئر مین صاحب! ہر گاہ کے بلوچستان۔

جناب چیئر مین: زیارتو ال صاحب please۔ جی۔

محترمہ حسن بانور رخشانی: ہر گاہ کے بلوچستان سے ہمیشہ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا جاتا رہا ہے جس کی واضح

مثال سرکاری طور پر حج کی سعادت۔ ابھی فنڈز کو میرے خیال میں چھوڑ دیں یہ ایک اہم اشو ہے اس کو سن لیں

دیکھ لیں پھر اس پر بات کریں یہ بھی ایک اہم اشو ہے۔

جناب چیئرمین: جی رخشانی صاحبہ۔

محترمہ حسن بانورخشانی: جناب! جس کی واضح مثال سرکاری۔ جناب اسپیکر! اگر اراکین اسمبلی کو دلچسپی نہیں ہے اس اہم موضوع پر۔ فنڈز کے علاوہ تو میرے خیال میں آپ تھوڑی دیر کے لیے بریک دے دیں ہم نماز پڑھ لیتے ہیں پانچ دس منٹ کیا بعد دوبارہ اس کو رکھ لیتے ہیں کیونکہ مجھے اس میں سنجیدگی نظر نہیں آرہی ہے یہ اہم ایثو ہے اور ان کو سوائے اپنے فنڈز کے اور کام تو ہے ہی نہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی قرارداد پیش کریں وہ بیٹھے ہوئے ہیں جو نماز پڑھنا چاہتے ہیں وہ پڑھ کر واپس آجائیں گے آپ please آپ continue رکھیں ڈاکٹر صاحب please۔
محترمہ حسن بانورخشانی: جس کی واضح مثال سرکاری۔

مشترکہ قرارداد نمبر 123

محترمہ حسن بانورخشانی: ہر گاہ کہ بلوچستان سے ہمیشہ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا جاتا رہا ہے جس کی واضح مثال سرکاری طور پر حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے عازمین حج کے کوٹے کو کم کیا جانا ہے جس کی وجہ سے صوبے کے عوام کی اکثریت سرکاری طور پر حج کی سعادت حاصل کرنے سے محروم رہ جاتی ہے جبکہ اس کے برعکس پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کے ریٹس بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے عام آدمی کی دسترس سے باہر ہے نتیجتاً خواہشمند افراد اہم اسلامی رکن فریضہ کی ادائیگی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ بلوچستان کے عازمین حج کی مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے سرکاری طور پر عازمین حج کا کوٹہ بڑھانے کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔ thank you
جناب چیئرمین: مشترکہ قرارداد نمبر 123 پیش ہوئی۔ کیا محرکین میں سے کوئی مشترکہ قرارداد نمبر 123 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

محترمہ حسن بانورخشانی: جی بالکل جناب چیئرمین صاحب! اس اہم موضوع کو میں وقت سے پہلے اس لئے لے کر آئی تھی تاکہ وقت سے پہلے اس پر کام بھی ہو سکے اور ہمارے اراکین اسمبلی اس پر گورنمنٹ کام بھی کرے ہمیشہ جب بھی حج کا موقع آتا ہے تو سرکاری کوٹے پر جو لوگ جاتے ہیں ان کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہاں بھی اور وہاں بھی اس سے پرائیویٹ ٹور آپریٹرز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میری قرارداد کو وقت سے پہلے اس پر بات کی جائے CM صاحب بھی نہیں ہیں کیونکہ پہلے ایم پی ایز کو کوٹہ دیا جاتا تھا وہ کوٹہ اگر ہمیں ملے تو ہمارے لئے زیادہ بہتر ہوگا اپنے بندوں کو بھوانے کیلئے اس راستے میں تمام مشکلات کو حل کرنے میں مدد کریں تاکہ کوئی

مسلمان فریضہ حج کی آدابگی سے محروم نہ رہ سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: آیا قرارداد نمبر 123 منظور کی جائے۔ ہاں یا ناں۔ مشترکہ قرارداد منظور ہوئی۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین! پہلے تو میں 2 مارچ کلچر ڈے کے حوالے سے اپنی تمام بلوچ قوم کو مبارکباد دیتی ہوں۔ جو بلوچوچستان میں ہیں اور جو بلوچستان سے باہر ہیں اور یہی امید رکھتی ہوں کہ ہم اپنی زبان کو کلچر کو promote کرینگے انشاء اللہ و تعالیٰ۔ جناب چیئرمین! یہ بہت اہم معاملہ ہے چونکہ کیڈٹ کالج جو اس صوبے کا جو ایک اہم ادارہ ہے اور کئی سالوں سے یہاں سے بہت سے بچے مستفید ہو کے نکلتے ہیں اور پھر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے اسی انسٹیٹیوٹ میں آتے ہیں۔ اس بار یہاں 114 طلباء کو disqualified کر دیا اور اس بنا پر کہ اس کا قدر چھوٹا ہے یا کمزور ہے یا فلاں فلاں اور جن علاقوں کے یہ بچے تھے ان کا تعلق پنجگور، خاران، آواران، تربت، چاغی اور بارکھان سے تھا۔ یہاں ایک بورڈ ہوتا ہے جو بچوں کو qualified اور unqualified کرتا ہے یہاں پرنسپل کا کوئی رول نہیں ہوتا چونکہ یہاں جس شخص نے ان کو disqualified کیا ہے وہ ایک ڈپنسنر ہے یعنی ایک ڈاکٹر بھی نہیں ہے۔ اگر ہم اس پر خاموش ہوئے تو ہم بھی اس ظلم میں شمار ہونگے۔ اور جن بچوں کو یہاں سے نکال کر ان کی جگہ جن بچوں کو select کیا گیا ان کے نام ہے موسیٰ خیل، قلعہ عبداللہ اور لورالائی یہ اخبار میں آیا ہے۔ میں اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر لانا چاہتی تھی۔ آج اس فلور پر اس پرنسپل کے خلاف آپ ایکشن نہیں لینگے تو یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ اس فلور پر فیصلہ کر لیں کہ یہ پرنسپل وہاں ہونا چاہیے یا نہیں۔ یہ بلوچستان کے مستقبل کا سوال ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ آپ کا پوائنٹ آگیا۔ جی وزیر صحت۔

جناب رحمت صالح بلوچ (وزیر برائے محکمہ صحت): میں اسی پوائنٹ کو گوش گزار کروں۔ وزیر تعلیم بیٹھے ہیں میرے سینئر اور دوست ہیں۔ بلکہ یہ تشویش ہے لوگوں کی جن اضلاع کے محترمہ نے نام لئے۔ کیڈٹ کالج مستونگ کا پرنسپل کرپشن کر رہا ہے اس فلور پر میں کہہ رہا ہوں۔ اُس نے تین تین subject میں فیل لوگوں کو بھرتی کئے ہیں ان بچوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ جہاں اُس نے میڈیکل بورڈ کے نام پر بچوں کو آؤٹ کیا ہے میں گزارش کرتا ہوں کہ اس admission کو روکا جائے عوام کی تشویش ہے اور بلوچستان کی پسماندگی اور مایوسی۔ جو دوسرے صوبے سے آتے ہیں وہ یہاں کے لوگوں کے درد نہیں سمجھتے۔ اس سے کوئی ناراض نہ ہو یہ بندہ باہر سے آیا ہے یہ سب کو مذاق بنایا ہے چلو پنجگور کے لوگ کمزور ہیں لیکن گوادر کے لوگ بھی کمزور تھے۔ نصیر آباد کے اور سب کے لوگ بھی کمزور تھے یہ سراسر نا انصافی ہے۔ یہ ہمیں آپس میں لڑانے کی کوشش کر رہا ہے۔ حکومت

سے گزارش کرتا ہوں کہ اس پرنسپل کو فوری طور پر نکالا جائے۔

جناب چیئرمین: جی رحیم زیارتوال صاحب۔

غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر! سردار بہادر خان یونیورسٹی کے تین کمپس نوشکی، پشین اور خضدار کے لئے منظور ہوئے تھے۔ نوشکی کا ہمارا جیسے رحمت بلوچ صاحب اور میری بہن نے کہا ہمارے ہاں کچھ ایسی بے چینی کی فضا بھی میں تین دن پہلے گیا تھا کہ وہاں 17، 19، 18 شاید 20 گریڈ تک بغیر NTS کے ٹیسٹ و انٹرویو کا سلسلہ جاری ہے زیادہ تر جو امیدوار تھے میرے پاس آئے کہ رجسٹرار، ڈپٹی رجسٹرار کنٹرولر اور ڈپٹی کنٹرولر کے بغیر این ٹی ایس کا سلسلہ چل رہا ہے تو ان کا رونا دونا احتجاج جاری ہے۔ میں نے کہا آپ تسلی رکھیں میں وزیر تعلیم سے بات کرونگا اور میں گورنر صاحب سے خود ملا تھا ان سے کہا تھا کہ ہمارا مسئلہ NTS سے حل کروادیں۔ کیونکہ ہمارے اس سے کم گریڈ کی تمام پوسٹیں این ٹی ایس پر چلی گئیں۔ تو یہ ہماری سردار بہادر خان، وومن یونیورسٹی کی پوسٹیں یہ بھی NTS پر چلے جائیں۔ کم از کم جو کریم ہیں علاقے کے، باہر کا ہو، علاقے کا جو toppers ہیں جو top کریں۔ تو اس میں یہ سلسلہ چل رہا ہے بے چینی زیادہ ہے۔ تو اس میں ایجوکیشن منسٹری۔۔۔

جناب چیئرمین: Than you sir! جی رحیم زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر محکمہ تعلیم): شکر یہ جناب چیئرمین۔ کیڈٹ کالجوں کے حوالے سے فاضل دوستوں نے بحث چھیڑ دی ہے۔ اُس میں مجھے ذاتی طور پر کیڈٹ کالج پشین، کیڈٹ کالج مستونگ کی شکایات ملی ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ جو شکایات وہاں سے آئی ہیں یا جو لوگ ہمیں بتا رہے ہیں اُس پر ہم لوگ جارہے ہیں۔ کمیٹی بنا کے اُسکی تحقیقات کریں گے۔ اور جہاں تک دستگیر بادینی صاحب! آپ کیمپس کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو Federal PSDP میں ہماری اسکیمات ہیں۔ اُس میں ژوب، پشین، خضدار اور نوشکی میں ہمارے یہ چار کمپلیکس ہیں اور اُنکی پوسٹوں کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ تو اُس میں ایسا ہے کہ اس سے پہلے یہ ہوتا چلا آیا ہے کہ اُنکی چونکہ یونیورسٹیز ہیں۔ وہ autonomous bodies ہے اُنکی اپنی کمیٹی ہے۔ وہ اُنکی جو پوسٹیں ہوتی ہیں وہ اُنکے ٹیسٹ اور انٹرویو لیتی ہے اور اُس بنیاد پر اُنکو select کرتی ہے۔ بادینی صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ اس کو بھی یا NTS کے حوالے کیا جائے یا کوئی اور طریقہ کیا جائے۔ چونکہ autonomous bodies ہے چانسلر صاحب موجود ہیں اور وائس چانسلر موجود ہیں۔ جو ٹیسٹ، انٹرویو یہ یونیورسٹی کے اندر کرتے ہیں۔ اُنکو آگے چانسلر صاحب کے پاس، گورنر صاحب کے پاس بھجواتے ہیں۔ اور گورنر صاحب چانسلر کی حیثیت سے اُسکی منظوری دیتے ہیں۔ اب اگر ایک اس پر جائیں کہ اس

کو وہ فلاں پر لے جائیں۔ تو یہ اُس autonomous bodies کے معاملات میں مداخلت ہوگی۔ اور شاید یہ ہم کر نہیں سکتے ہمارے میں نہیں ہے۔ تو اس پر پھر دستگیر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر۔ سیکرٹری کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں گے کہ کیا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن procedure اُس کا یہ ہے کہ یہ autonomous bodies ہیں اُنکی اپنی selection committee ہو کرتی ہے اور اُسکی یونیورسٹی کے وائس چانسلرہ اُس میں ہوتے ہیں۔ اور آخری approval کے لئے چانسلر کے پاس آجاتا ہے۔ چانسلر صاحب اُسکی پھر approval دیتے ہیں طریقہ کاریہ ہے۔ اب اس طریقہ کار سے ہٹ کر دوسرا اگر ہم وضع کریں گے یا اپنائیں گے وہ پھر بہت سی چیزوں میں تبدیلی کرنی ہوگی جو کہ ہم یہاں نہیں کر سکتے۔ autonomous bodies کی حیثیت سے۔ باقی اگر کوئی شکایات ہیں اُسکی اپنی formilities ہیں۔ اُس میں یہ ہے کہ ابھی یونیورسٹی میں جو لوگ لگائیں گے HAC کے حوالے سے۔ اُس میں throughout اُسکی جو ایجوکیشن کی وہ رہا ہے۔ اُس میں first division۔ اب میٹرک میں، ایف اے میں، ایف ایس سی میں۔ ایم اے، ایم ایس سی میں first division اُسکی شرط ہے کہ first division ہو۔ پھر division ہوگا ان تمام میں۔ تب اُس کو qualifying کیا جاتا ہے۔ اور اُس کو ٹیسٹ، انٹرویو کیلئے چھوڑا جاتا ہے اب اگر اس طریقے سے ہے۔ اور اس طریقے سے یہ جارہے ہیں۔ اور پھر ہم 17 کی اُس پر وہ لگاتے ہیں۔ HAC نے ابھی اُنکی post بھی 18 کی کروادی ہے۔ جب لگ جاتے ہیں تو 18 گریڈ گردانا جاتا ہے 17 نہیں۔ تو اُس کا طریقہ کاریہ ہے۔ تو اُس کا طریقہ کاریہ ہے اس کے علاوہ پھر کیا کیا جاسکتا ہے۔ اُس پر پھر بیٹھ کر سوچیں گے سیکرٹری صاحب کو بلا کر۔ بادی صاحب جب بھی آنا چاہیں اُنکو بلا لیتے ہیں کہ کیا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اُس کا طریقہ کاریہ ہے۔ Thank you۔ جن لوگوں نے شکایت کی ہے اُن کو بھی بلائیں گے بیٹھیں گے۔

جناب چیئرمین: ایک قرارداد ہے اُس کے بعد پھر آپ کو موقع دے دوں گا۔ جناب عبدالجید خان اچکزئی صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 124 پیش کریں۔ چونکہ محرک آج رخصت پر ہے۔ لہذا قرارداد نمبر 124 کو اگلی نشست کیلئے مؤخر کیا جاتا ہے۔ جی

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر پی اینڈ ڈی): جناب اسپیکر! میں بڑا ضرور ہو کے لایا ہوں تمہیں کراس تو بہ اچکزئی سے جب آپ چلتے ہیں چمن۔ تمام پبلک ٹرانسپورٹ یہی سے گزرتی ہے۔ ملٹری والے حمید نام کا ایک حوالدار ہے جو دو یا چار سال سے ٹرانسپورٹ چلتی ہے چمن قلعہ عبداللہ اور پشین۔ سب گاڑیوں کے لوگوں کو اُتار کر کے مائنس 3 سردی میں تمہیں کراس زیارت کے برابر ہے تقریباً۔ اس بد بخت کو یہ پڑا ہے کہ یہ پٹھان افغانستان

سے آرہے ہیں۔ سرفراز سے بھی میں نے بات کی ہے اور ڈپٹی کمشنر سے بھی بات کی تھی اور میں پریس والوں سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ عمل ساؤتھ افریقہ میں بھی نہیں ہو رہا تھا کہ سب کچھ ہے شناختی کارڈ ہیں اُن بچوں کو اُتار کے سخت سردی میں۔ دوسری بات بلوچ کلچر ڈے پر میں تمام بلوچ قوم کو مبارکباد دیتا ہوں اور ہم اُن کے ساتھ شامل ہیں۔

جناب چیئر مین: آپ سب بیٹھ جائیں ایجنڈا بہت زیادہ ہے اس کو مجھے complete کرنے دو۔ رات کے ایک بجے تک بیٹھ جائیں میں تیار ہوں۔ وہ جب آپ کے ساتھ سی ایم صاحب کے پاس جائینگے وہ clear کرینگے۔ ڈاکٹر صاحب please۔ مولانا عبدالواسع صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 125 پیش کریں یہ قرارداد نمٹا کے پھر آپ کو سردار کھیتر ان صاحب! موقع دوں گا۔ مولانا واسع صاحب اگر اجازت دیتے ہیں۔ قائد حزب اختلاف: جی اجازت ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان: جناب چیئر مین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ میں یہاں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ جناب چیئر مین! ہم تو سمجھتے ہیں ہمیں اس چیز پر فخر ہے کہ یہ ملک ہمارا ہے یہ پاکستان ہمارا ہے، یہ جھنڈا ہمارا ہے یہ فوج ہماری ہے یہ دھرتی ہماری ہے لیکن اس عمر میں ہمیں یہ احساس ہو رہا ہے کہ نہیں ہم غلطی پر تھے ہمارے باپ دادا غلطی پر تھے۔ اس ریاست کو ہم اپنا سمجھ رہے تھے لیکن اس ریاست کو چلانے والے شاید ہمیں اس دھرتی کا سپوت ہمیں سمجھتے نہیں۔ جناب چیئر مین: میں ابتداء اس بات سے کروں گا کہ ہمارے بزرگوں نے اس ملک کو بنانے کیلئے جیسے ہمارے فاضل دوست کہتے ہیں کہ اُن کے بڑوں نے اُن کے اکابرین نے اپنے خون اس کی بنیادوں میں، اسی طریقے سے ہم نے بھی ہمارے اکابرین نے خون دیا ہے۔ آج ہماری حالت یہ ہے میں اپنے ڈسٹرکٹ کی طرف آتا ہوں اس ریاست کے لئے ہم نے اپنی رشتہ داریاں چھوڑی ہیں۔ ہوم منسٹر بیٹھا ہے میرا ہمسایہ بھی ہے، میرے چھوٹے بھائی کی جگہ پر بھی ہے اس کو اچھی طرح معلوم ہے نواب اکبر خان بگٹی کے ساتھ ہمارا خون کا رشتہ ہے۔ وہ میرے سرداری بنگلے میں پیدا ہوا اسی ریاست کی وجہ سے ہم اس حد تک گئے کہ اگر وہ مزید زندہ رہتا تو پتہ نہیں ہماری کیا ایک دوسرے کے ساتھ قبائلی طور پر صورت حال بنتی۔ مریوں کے ساتھ شیر و مری جو مشہور جنرل شیر و ف کے نام سے تھا۔ وزیر محکمہ تعلیم: آپ کا point of order کیا ہے؟ یا اس پر آئیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان: point of order میرے علاقے کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے آپ رحیم جان! مجھے سنیں۔ نہیں آپ نے چلانا ہے ہاؤس یا اُس نے چلانا ہے۔ آپ مجھے order نہیں دے سکتے آپ

مجھے بات کرنے دیں۔

وزیر محکمہ تعلیم: point of order پر آئیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: point of order آپ مجھے سکھائیں گے آپ دو لفظ وہاں انگلش کے نہیں بول سکے۔ چھوڑیں آپ مجھے بات کرنے دیں میں جلا ہوا ہوں رحیم جان میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ آپ کیوں مجھے اب۔۔۔

جناب چیئر مین: please سردار صاحب!

وزیر محکمہ تعلیم: آپ point of order پر بات کریں اور انکی زیادتی کا ازالہ جو ہم سے ہو سکے ہم کر لیں گے۔ سردار عبدالرحمن کھیتراں: آپ میرے ہیڈ ماسٹر نہیں ہیں آپ مجھے dictate نہیں کر سکتے۔ (شور) وزیر محکمہ تعلیم: floor of the house میں نے آپ کو نہیں کہا ہے سردار صاحب، میں نے اسپیکر کو کہا ہے کہ point of order کیا ہوتا ہے۔ point of order کی حیثیت سے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: وہ ہم class لیں گے آپ باہر ہمیں پڑھانا۔ جناب چیئر مین صاحب! point of order پر میں بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئر مین: جی ہاں اسی پر آپ آجائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: جنرل شیروف کے ساتھ اُس کی ماں ہماری دادی بہنیں تھیں ہم نے وہ رشتہ داریاں چھوڑ دیں۔ آج ہمارے ساتھ زیادتی کی میں بات کرتا ہوں۔ کل لونی ایریا میں چمائلنگ میں سردار مسعود کی الاٹ شدہ اراضی تھی اُس کی گردن پر لات رکھ کے آدھے سے زیادہ مریوں کو دے دیا گیا کیونکہ وہ فوج کو مار رہے تھے دھماکے کر رہے تھے وہ اس چھاؤنی پر راکٹ پھینک رہے تھے۔ وہ بیچارہ خاموش رہا اسی area میں ہم نے جا کے قبائلی طور پر اپنی طاقت سے ان کی مہربانی سے نہیں ہم نے وہاں کوئلہ نکالا کل ان کے فوج والے اٹھے زبردستی ہمارے (آلے) اٹھا کے جو اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں بجا رانی ایک یا سمین ہے اور ایک کمال ہے ہماری اراضیوں پر زبردستی قبضہ کر کے اُن کو دے دیا گیا۔ چلو یہ تو دوسرے کا علاقہ تھا۔ ہوم منسٹر صاحب آپ کی توجہ، نوٹیشنم بارکھان district کا علاقہ ہے جو کہ یونین کونسل بغاؤ کا ایک component ہے۔ اُس میں جو بھی قومیں آباد ہیں وہ ضلع بارکھان کی حدود میں آتا ہے اُس کی ایڈمنسٹریشن میں آتا ہے۔ آج ہوا کیا نوٹیشنم کا کوئلہ آرمی نے زبردستی جہاں بھی معدنیات نکلتی ہیں اُس علاقے کو ترقیاتی حوالے سے سوئی میں گیس نکل رہی ہے کوئی ہسپتال بنتا ہے، اسکول بنتا ہے اس کا لرشپ آتی ہے اُس علاقے کو۔ ہم کہاں جائیں ہوا یہ کہ پورا نوٹیشنم بیٹھے کے

وہاں میٹنگیں کر کے اُس کی رائٹس اُس کی اسکا لرشپ، ترقیاتی حوالے سے جو بھی سلسلہ تھا تمام کے تمام کو بلو ضلع کو دے دیا گیا۔ 400 روپے جنگیز مری کو per ton وہ دینگے، ضلع بارکھان ہے 1400 روپے کو بلو کے مریوں کو تین قوموں میں تقسیم کیا ہے بھارانی، گزینی اور لوارنی پر تقسیم کر دیا۔ اچھا کھیترا نوں کو کیا دینگے 10 روپے جناب خیرات پھینک رہے ہیں۔ اسکا لرشپ میں بھی یہی ratio رہے گی medical facilities میں بھی یہی رہے گی development میں بھی یہی رہے گی۔ اگر ہم آواز اٹھاتے ہیں کہتے ہیں کہ ابھی یہ غداری کی طرف جارہے ہیں۔ جب وقت تھا ہم نے غداری نہیں کی آج ہم غداری کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں ٹھیک ہے ہم کمزور ہیں۔ میں اس floor of the house پر چیلنج سے کہہ رہا ہوں کہ بلوچستان میں جتنے بھی بلوچ ہیں قبائل پڑھے ہیں ہر ایک میں فراری بھی نکلا ہے، فوج سے لڑنے والا بھی نکلا ہے دھماکہ کرنے والا بھی نکلا ہے۔ آج تک میری قوم کا ایک شخص یہ ہوم منسٹر بیٹھا ہوا ہے یہ میں چیلنج سے کہتا ہوں ایک بندہ بتائیں کہ وہ ان activities میں رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم ریاست کے وفادار ہیں ہمارے ساتھ جو سلوک ہو بس ٹھیک ہے گھر کی بات ہے۔ یہ زیادتی چیئرمین صاحب!۔۔۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب point of order ہے ایجنڈا بھی زیادہ ہے میں نے آپ کو موقع بھی دے دیا میں کہہ رہا ہوں تھوڑا short کر لیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: آپ عرض میری سن لیں ایجنڈا تو چلتا رہے گا۔ میری حالت دیکھے میں نہ چھاؤنی میں اُن کے پاس جاسکتا ہوں نہ میں چیف سیکرٹری کے پاس جاسکتا ہوں نہ میں سی ایم آفس میں جاسکتا ہوں نہ رجیم کے پاس جاسکتا ہوں نہ ڈاکٹر صاحب کے پاس جاسکتا ہوں۔ میں اس جگہ مجھے پانچ منٹ ملتے ہیں میں رونا اپنا ادھر روہوونگا۔ تو آپ اگر بیٹھ کے میرے اُوپر سختی کر لیں تو میں بیٹھ جاؤنگا۔

جناب چیئرمین: نہیں آپ بالکل بول لیں لیکن تھوڑا short کر لیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: short کر رہا ہوں میں ایک ہی point میں جا رہا ہوں۔ آپ کے توسط سے جناب چیئرمین! میں نالہ پاروالوں کو یہ message دینا چاہتا ہوں کہ میں آپ سے نہیں لڑسکتا، آپ مجھے کمزور سمجھیں، جو بھی سمجھیں میرے حقوق دیں میں اپنی ذات کے لیے نہیں مانگ رہا ہوں میری ڈیڑھ لاکھ قوم ہے میں اُن کے حقوق کی بات کر رہا ہوں۔ اگر آپ میرے حقوق نہیں دینگے میں بندوق آپ کے مقابلے میں نہیں اٹھاسکتا اُن کی طرح کہ چار بھائی کوئی سوزر لینڈ میں بیٹھا ہوا ہے کوئی امریکہ میں کوئی انگلینڈ میں وہاں سے اُن کو مار رہے ہیں اور ایک بھائی ادھر اُن کا ہمدرد بنا ہوا ہے۔ میں ایسے 100 کمزور کھیتراں میں اُس روڈ پر

لیٹا ہونگا اُن کے اوپر سے یہ کونکہ کے ٹرک جائیں گے ان کی گاڑیاں جائیگی جناب ہوم منسٹر صاحب باقی بندوق اٹھانے کی مجھ میں سقت نہیں ہے۔ میں ریاست کے خلاف نہ لڑا ہوں نہ لڑتا ہوں۔ ہاں مجھے یہ افسوس ضرور ہوتا ہے کہ کاش میں بھی اُنہی کی طرح یہ کرتا اور آج میری قوم بھی مفاد اٹھا رہی ہوتی میں خود بھی ذاتی طور پر اگر پانچ ہزار ٹن ایک ہزار ٹن daily کونکہ نکلے تو 40 لاکھ، 30 لاکھ، 20 لاکھ daily میری آمدنی ہوتی میں بھی بادشاہ تھا۔ پچھلے دنوں کچھ scandal آئے ہیں باہر کے یہ نہ یہی so call سرچار ہیں اُن تک پہنچتا وہ بھی مجھ سے راضی ہوتے۔ جناب چیئر مین! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کر رہا ہوں مجھے مت شامل کریں، میں اچھا آدمی نہیں ہوں باقی ڈیڑھ لاکھ میں کوئی ان کو اچھے نظر آتے ہیں پانچ دس کی کمیٹی بنائیں اُن کو بٹھائیں اُن کے حقوق کی بات کریں میں کہہ رہا ہوں میں گزارش کر رہا ہوں کہ ہم احتجاج میں جائیں گے۔ احتجاج وہ احتجاج ہوگا کہ یہ N17 انشاء اللہ نہیں چلے گی۔ یہ ہماری لاشوں پر گزارتے جائیں گے جتنی گاڑیاں گزارتے تھے۔ یہ ہم پر گولی چلاتے رہیں ہمیں اُس کی پروا نہیں ہے۔ ہمارے حقوق کی بات ہے کیا ہم اس ریاست کا حصہ نہیں ہیں کیا یہ سرزمین ہماری نہیں ہے؟ ہاں اگر یہ کہتے ہیں کہ آپ بغاوت کا اعلان کریں پھر ہم آپ کو مراعات دیں گے۔ کیڈٹ کالج کو بلو میں بنے، انجینئرنگ یونیورسٹی وہاں بنے، بارکھان پنجاب کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے چار teacher بھی اُن کو ملتے ہیں کوئی کیڈٹ کالج نہیں ہے، کوئی اچھا اسکول نہیں ہے۔ اور جو ہمارے حقوق ہیں جو معدنیات نکلتی ہیں اُن پر یہ زبردستی بندوق کے زور سے گردن پر لات رکھ کے اور آگے سے کہتے ہیں کہ جی اس کو سیدھا کرنا پڑے گا یہ تو نہ ہمارے فیصلوں پر۔۔۔

جناب چیئر مین: سردار صاحب! آپ کا point۔

سردار عبدالرحمن کھیران: چیئر مین صاحب! میں ہوم منسٹر سے گزارش کروں گا کہ یہ ہمارے حقوق کی بات کریں otherwise ہم احتجاج میں جائیں گے۔ thank you very much

جناب چیئر مین: جی سرفراز بگٹی صاحب۔ زیارتوال صاحب! بگٹی صاحب کو بولنے دیں پھر میں آپ کو دوں گا۔ چلیں سرفراز صاحب! رحیم صاحب کو بولنے دیں پھر اُس کے بعد آپ بولیں۔

وزیر محکمہ تعلیم: جناب چیئر مین! سردار صاحب نے صوبہ یا اُس کے وسائل کے حوالے سے، پھر خصوصاً ہماری معدنیات کے حوالے سے جو point of order یہاں اٹھایا ہے میں اُس کی حمایت کرتا ہوں۔ ہم وہ لوگ ہیں، پہلے دن سے آج تک FC کے اور فوج کے قبضے کے مخالف ہیں۔ ہمارے پاس رہتا کیا ہے؟ پورے صوبے میں کارخانے نام کی کوئی چیز نہیں ہیں صنعتیں یہاں نہیں ہیں جو معدنیات ہم نکال رہے ہیں وہ کسی جدید طریقے

سے ہم نہیں نکال سکتے وہ پرانا پیچھے اور گینتی والا سلسلہ ہے۔ اور یہاں ہمارے لوگوں کا یہی روزگار تھا۔ میں صرف اتنا یاد دلانا چاہتا ہوں کہ سردار صاحب! آپ کی پارٹی گورنمنٹ میں تھی اور چماؤ لنگ حوالے ہوا اور اس کے معاہدے میں لکھا گیا ”کہ اس طرح کا معاہدہ صوبے میں کہیں پر نہیں کیا جائے گا“۔ بعد میں لور لائی میں، وہ اُس علاقے کا نام کیا ہے، وہاں لوگ آئے وہاں اسی طرح کا قبضہ ہوا۔ نام میں بھول رہا ہوں اُس کے بعد ہرنائی کی باری آئی۔ یہ تازہ تازہ میں آپ کو جو اس گورنمنٹ میں میں ہوں۔ ہم اُسکی مخالفت کر رہے ہیں اور ہماری یہ پارٹیاں وہاں ہمیں امن دے رہی ہیں۔ آج ہم، مری بھی اُن سے tax لے رہے ہیں اور FC بھی، 220 FC لے رہی ہے اور 100 روپے per ton مری لے رہے ہیں۔ ہم جائیں تو کہاں جائیں؟ کہنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ جو بات سردار صاحب نے رکھی ہے فیڈریشن سے فیڈرل گورنمنٹ سے، اُس کی جو فیڈرل ایجنسیاں ہیں اُن کو ہمارا یہاں ایک مائنز ڈیپارٹمنٹ ہے اسکو ہم سب tax دیتے ہیں۔ وہ tax صوبائی گورنمنٹ کو جمع ہو جاتا ہے۔ اُس کا یہ کام ہے کہ وہ اس کو manage کرے۔ اُس کے علاوہ امن وامان کی صورت حال ہو۔ سرفراز صاحب بیٹھے ہیں یہ صوبائی مسئلہ ہے امن وامان دینا ہمارا فرض ہے ہم لوگوں کو امن وامان دینگے۔ جب ہم اُن سے tax لیں گے اُن کو امن وامان بھی دینگے۔ جب ہم اُن سے tax لیں گے ہم اُن کو کاروبار بھی دینگے۔ جس کاروبار پر ہم tax لے رہے ہیں ہم ذمہ دار ہیں اُس کے کہ ہم اُن کو امن بھی دیں، اُن کے روزگار کا تحفظ بھی کریں اور کسی بھی صورت میں کسی کی بھی اُس میں مداخلت نہ ہو۔ میں یہاں سردار صاحب کے point of order کی حمایت کرتا ہوں۔ اور ہماری چیزیں قبضہ ہو رہی ہیں اور چماؤ لنگ جس کی ہے، جس کی جائیداد ہے اور اُس کا فائدہ کس کو جا رہا ہے؟ یہ بھی ہم سب کو معلوم ہے۔ ہرنائی کا بھی ہم سب کو معلوم ہے۔ جہاں کوئی چیز پیدا ہو جاتی ہے دوسرے دن قبضے کے لیے لوگ پہنچ جاتے ہیں۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد فیڈرل گورنمنٹ کو، فیڈرل ایجنسیوں کو، ڈاکٹر صاحب نے بھی یہاں بات رکھی ہے۔

جناب چیئرمین: کھیتر ان صاحب! آپ کا point of order ہے اور آپ گپ شپ کر رہے ہیں سن ہی نہیں رہے ہیں۔

وزیر محکمہ تعلیم: چیئرمین صاحب! ڈاکٹر صاحب نے بھی بات رکھی۔ ہم نے اس فلور پر کہہ دیا تھا یہ اقتدار ہونہ ہوا سکی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ فلور پر کہہ دیا تھا کہ جو بھی چیکنگ ہوگی وہ بارڈر پر ہوگی۔ interior میں کسی کو کوئی اجازت نہیں ہے کہ آپ کہاں جا رہے ہیں آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ اگر کسی نے چیکنگ کرنی ہے تو بارڈر ہے، بارڈر پر کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن صوبائی گورنمنٹ کے ہوتے ہوئے اور وہ ہر جگہ پر نا کے لگا کے

اور آج تک ان کے ناکوں پر ایک بھی آدمی گرفتار نہیں ہوا ہے۔ اللہ کا فضل ہے اب جب نہیں ہوا ہے اور میں یہاں فلور پر بار بار کہہ رہا ہوں کہ بھائی یہ کام intelligence کا ہے۔ جو بھی لوگ آتے ہیں ہمارا intelligence نظام سسٹم ٹھیک ہونا چاہیے اور اُس سسٹم کے تحت جو بھی criminals ہیں جس قسم کے غلط قسم کے لوگ ہیں، intelligence agencies کی report کے مطابق جہاں وہ جا رہا ہے اُس کو گرفتار کیا جائے۔ اُس نے جو کچھ کیا ہے اُس کو عوام کے سامنے لایا جائے عدالتوں میں پیش کیا جائے۔ اس سے ماورا جو بھی اقدامات ہیں میں ذاتی طور پر ایک آدمی جمہوری آدمی کی حیثیت سے ایک جمہوری پارٹی کی حیثیت سے ہم نے ساری زندگی انہی کے لیے قربان کی ہے، ہمارے اکابرین نے قربان کی ہے، خان شہید سے لے کر آج تک ہمارا جو مسئلہ ہے وہ بنیادی طور پر یہی ہے۔ کہ جو ادارے ہیں ہمارے ملک کے، جو اختیارات ہیں لوگوں کے، وہ اختیارات اُن کو ملنے چاہئیں اور وہ اپنے اختیارات کو utilize کریں۔ اُن کو یہ اختیار ہو جو اختیار اُن کو حاصل ہے ہمارا جو اختیار ہے وہ اس اسمبلی کا ہے۔ اس کو جو بھی لوگ سمجھیں ہماری غریبی یہ ہے اس غریبی کا احترام اگر کسی نے نہیں کیا اور یہ سمجھا ”کہ یہ کیا غریبی ہے اس غریبی کی ہم ایسی ویسی کر دیں گے“۔ پھر ایسی ویسی میں کہاں تک پہنچ جائیں گے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ اس طریقے سے نہیں ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے ڈاکٹر صاحب جو کہہ رہے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب آئیں گے، اسمبلی کی وہ ہے، آپ رولنگ دیتے ہیں آپ رولنگ دیں کہ فیڈرل کی جو ایجنسیاں ہیں، ہمارے صوبے کی کسی کام میں صوبائی گورنمنٹ کی، ڈاکٹر صاحب ہمارے وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے لکھ کر کے دے دیا بات نہیں مانی گئی۔ یہ غلط ہے اس کے اثرات بھی غلط ہونگے۔ اور جو بات نہیں مانی گئی، بہتری بھی نہیں لاسکے ہیں۔ اور ہوگی بھی نہیں آپ نے اپنے لوگوں کو province کو قوموں کو عوام کو اعتماد میں لینا ہوگا۔ آئین پاکستان کے تحت جو اختیارات اُن کو حاصل ہیں اُن کو تسلیم کرنا ہوگا۔ اور ایک اور بات جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اُس سے آج بلوچ کلچر ڈے ہے میں پھر یہ کہتا ہوں کہ پاکستان ہماری فیڈریشن ہے وہ آئین کی اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ یہ فیڈریشن ہے۔ فیڈریشن کے معنی یہ ہے اس کی غلط تشریح کہیں پر نہ کی جائے فیڈریشن کے معنی یہ ہے کہ یہاں مختلف قومیں۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: زیارتوال صاحب! اگر تھوڑا short کر لیں۔

وزیر محکمہ تعلیم: مختلف زبانیں، مختلف ثقافتیں ہیں اور ہر قوم ہر زبان ہر ثقافت اور اُس کو خدا نے جو نعمتیں دی ہیں۔ ہر نعمت کا مالک وہ قوم اور وہ اکائی ہے اُس میں کسی کی مداخلت یہ حق مجھے یہ سب کتاب دے رہی ہے۔ اگر کوئی آدمی مجھ سے یہ چلن رہا ہے میں اگر اور کچھ نہیں کر سکتا ہوں تو چیونگا چلا ہونگا اور ساری دنیا کو بتا ہونگا کہ میں

اس کتاب میں لکھی ہوئی جو rights ہیں وہ میرے سلب ہو رہے ہیں جو کہ نہیں ہونے چاہئیں۔ سارے معاملات میں اُن کے کلچر ڈے کی حمایت کرتا ہوں اور میری پارٹی کا آئین منشور یہ ہے کہ پاکستان کے اندر جو قومیں ہیں جو قومی اکائیاں ہیں اُس کا جو بٹوارا ہے اُس کی جو تقسیم ہے، اُس کی جو زبانیں ہیں، اُس کا جو کلچر ہے اس کو ٹھیک کرنا ہوگا، ادھر ادھر کی باتیں اس میں نہ لائی جائے، مردم شماری کیا مسئلہ ہے پاکستان میں ہم مردم شماری نہیں کر سکتے۔ آج کے سائنسی دور میں مردم شماری اُس کی شفافیت میں اب کیا بتاؤں اب اس جھوٹ کو کب تک اخبار میں آپ چھاپتے رہیں گے کہ 40 لاکھ افغان مہاجرین ہیں۔ یہ ایسی جھوٹ ہے اور ایسے ذمہ دار لوگ اس جھوٹ کا سہارا لے رہے ہیں اور مسلسل بول رہے ہیں اور یہ لوگ جب یہاں موجود تھے اُس وقت اُنہوں نے کچھ نہیں کہا اُس کی حکومت تھی وہ مردم شماری کر رہی تھی۔ جب یہ لوگ چلے گئے اب یہ واویلہ ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مردم شماری ہماری کیوں متنازع ہو ہماری چیزیں کیوں متنازع ہوں اور صوبائی حقوق جو ہمارے ہیں وہ کیوں متنازع ہوں، قوموں کا بٹوارا اگر انگریز نے کیا ہے ہمیں اپنے صوبوں میں جانا چاہیے قومی وحدتوں میں جانا چاہیے۔ حقائق کو تسلیم کرنا چاہیے اور مالک کی حیثیت سے ہمارے ساتھ بات کی جائے۔ جب تک مالک کی حیثیت سے ہمارے ساتھ بات نہیں کریں گے ہماری باتیں نہیں سنیں گے۔

جناب چیئر مین: thank you جی سرفراز بگٹی صاحب۔

میر سرفراز احمد بگٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور): شکر یہ جناب چیئر مین صاحب میں بڑا مختصر سا جواب دوں گا شکر یہ۔ جناب اسپیکر! اس کا جواب دینے سے پہلے زیارتِ احوال صاحب نے فرمایا کہ ہماری یہ غریبی کوئی شک نہیں کہ یہ ہے سپریم ادارہ اس ملک کا جس میں آج ہم کھڑے ہیں۔ لیکن ہماری غریبی کی وہ خالی کرسیاں منہ چڑھا رہی ہیں۔ یہ ہماری غریبی ہے یا میری ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پارلیمنٹ کی کتنی عزت ہے یا نہیں ہے اس کا فیصلہ آپ خود کریں۔ بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑھ رہا ہے بس یہ بھی تکلف ہی کر رہے ہیں میں تو کہتا ہوں چلے جائیں تو بڑا احسان ہوگا آپ کا یہ بھی تکلف کر رہے ہیں آپ روٹنگ دیں ان کو بھی بھیج دیں کوئی اتنی دور سے بیٹھے ہوئے ہیں کیا فضول لوگ کھڑے ہو کر باتیں کر رہے ہیں۔ تو ان کو بولیں وہ بھی تکلیف نہ کریں وہ بھی چلے جائیں یہاں سے سردار صاحب نے جس point کی طرف نشاندہی کی ہے میں سردار صاحب! آپ کو assure کرتا ہوں کہ میں appropriate level اس مسئلہ پر جس طرح raise کیا گیا ہے۔

جناب چیئر مین: کھیترا ان صاحب! please آپ کا point of order تھا وہ آپ کے لیے بات کر رہے ہیں۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: اگر آپ سن رہے ہیں تو میں نے کیا کہا ہے آپ نہیں سن رہے ہیں سردار صاحب! بس ٹھیک ہے شکر یہ اسپیکر صاحب۔

جناب چیئر مین: مولانا صاحب! take the floor! جی ہاں قرارداد 125 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 125

مولانا عبدالوسع (قائد حزب اختلاف): شکر یہ جناب اسپیکر۔ ہر گاہ کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے 8 ستمبر 2015 کے فیصلے میں سرکاری دفاتر اور تعلیمی اداروں میں اردو کو بطور سرکاری، دفتری اور تعلیمی زبان کے طور پر رائج کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن تاحال حکومت کی جانب سے اس سلسلہ میں کوئی انتظامیہ حکم نامہ جاری نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اردو زبان کو بطور سرکاری، دفتری اور تعلیمی زبان کے طور پر رائج کرنے کے سلسلہ میں باقاعدہ ایک انتظامیہ حکم نامہ جاری کر کے تاکہ اردو کو سرکاری زبان کا درجہ مل سکے۔

جناب چیئر مین: قرارداد نمبر 125 پیش ہوئی، کیا محرکہ اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

قائد حزب اختلاف: شکر یہ جناب اسپیکر ہمارے ہاں ایک ایسا نظام رائج ہے اگر حکمران کے مزاج کے مطابق کوئی چیز ہو اگر ایک لیٹر پر notification کر کے کہتے ہیں کہ یہ سرکاری حکم نامہ ہے اور اس پر عملدرآمد کرنا ہے یہ سرکار کا حکم ہے یہ کرنا پڑیگا۔ اگر ان کے مزاج کے مطابق نہ ہو یہ ان کے آقاؤں کے مزاج کے مطابق نہ ہو تو پھر وہ اگر سپریم کورٹ آف پاکستان بھی کوئی فیصلہ دیدے تو اس کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں جس طرح بلوچستان اسمبلی کی قراردادیں ہماری حکومت اور ہماری فیڈرل گورنمنٹ ردی کی ٹوکری میں ڈالتے ہیں۔ لہذا جناب اسپیکر! اگر اس طرح قانون سے روح گردانی ہو جاتی ہے اس طرح اعلیٰ اداروں کے فیصلوں سے روح گردانی ہو جاتی ہے۔ اور پھر لوگوں پر قانون لاگو کرنے کا ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ لہذا جناب اسپیکر! ایک اردو زبان کی اہمیت اپنی جگہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کی دوسری اہمیت ہمارا ملک ہمارے ملک میں پسماندگی ہے اور خاص کر تعلیمی پسماندگی لیکن احساس کمتری کی بنیاد پر ہمارے لوگ جو انگریزی صحیح بول بھی نہیں سکتے لیکن انہوں نے اپنے آپ کو اس طرح بنایا ہوا ہے جب کسی میٹنگ یا کسی پروگرام کسی ادارے میں جا کر اپنے آپ کو سب سے بڑا انگریزی خوان سمجھتے ہیں اور کچھ بول بھی نہیں سکتے اور اپنے مقاصد حاصل بھی نہیں کر سکتے نہ اپنا پیغام کسی کو دے سکتے ہیں۔ لہذا ہماری سرکاری زبان ہمارا اپنا ایک ملک ہے اور اس ملک کے لیے سرکاری زبان کا

notification ہو چکا تھا۔ اس ملک کا آئین کا تقاضا یہ ہے اور آئین میں شق موجود ہے کہ اس ملک کی سرکاری زبان اردو ہوگی۔ اب اس پر عملدرآمد کرنے کے لیے آپ کے سپریم کورٹ کا فیصلہ بھی آیا۔ جناب اسپیکر! ہماری کیا مجبوری ہے کہ اتنی مشکل میں اپنے آپ کو ڈالا ہے کہ ہمارے ملک کا آدھا حصہ انگریزی ان کیلئے مشکل ہے نہ وہ اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں نہ اپنا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ لہذا پھر بھی اداروں کے فیصلے بھی موجود ہائین کا تقاضا بھی یہی اور پھر اپنے آپ کو مشکل میں ڈالا ہے۔ یہ ملک بھی پس ماندگی کی طرف جاسکتا ہے اور اس سے تعلیم میں بھی بہت مشکلات ہوتی ہیں۔ میرے خیال میں گیلو صاحب تشریف فرما ہیں جب ہم الیکٹک کی میٹنگ میں جاتے تھے۔ اب ماشاء اللہ ڈاکٹر صاحب ہیں اردو کے ماہر ہیں اور اردو بول سکتے ہیں لیکن اس وقت میں تو اردو نہیں بول سکتا تھا نہ سمجھ سکتا تھا لیکن وہاں بہت سارے مجھے جیسے صوبوں کے منسٹرز جب آتے تھے وہ اردو کی بریفنگ سمجھ نہیں سکتے تھے لیکن شرم کی وجہ سے یہ نہیں کہا سکتا تھا۔ کیونکہ کیسے منسٹر کہہ کہ مجھے انگریزی بولنا نہ آتا ہے اور سمجھ نہیں سکتا ہے لیکن اپنے صوبے کی نمائندہ کی حیثیت سے آئے تھے۔ اور پھر شرم کی وجہ سے یہ بھی نہیں کہا سکتا تھا کیونکہ پھر لوگ کہتے ہیں کہ منسٹر صاحب کو تو انگریزی نہیں آتی اور وہ خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ لیکن سب میری طرف نظر رکھتے تھے کہ ابھی مولوی صاحب کہہ دیں گے کہ ابھی سرکاری زبان شروع کرو لیکن ہر میٹنگ میں وزیراعظم کی میٹنگ میں سب سے پہلے ایک دفعہ میں نے ان سے کہا تھا اگر تمام لوگ انگریزی میں بریفنگ اور یہ سارے معاملات کرتے ہیں۔ تو میں ایک نمائندہ کی حیثیت سے اور ایک صوبے کی نمائندگی کرتا ہوں۔ پھر میں ان کے لیے NFC میں ان کے لیے کیا حاصل کر سکتا ہوں۔ میں اس قوم کی نمائندگی کس طرح کر سکتا ہوں اور میں اپنے آپ کو اس طرح بنا دوں کہ لوگ میرے بارے میں کہتے کہ اس کو انگریزی نہیں آتی، انگریزی نہیں آتی تو کوئی بڑا مسئلہ نہیں جب chinese انگریزی بولنے کے باوجود ایک لفظ انگریزی کا نہیں بولتے ہیں جب دوسرے ملک نہیں بولتے ہیں جب ترکی میں نہیں بولتے ہیں۔ اور اپنے درمیان میں ترجمان بٹھایا ہوا ہے اور تمام سرکاری معاملات بلکہ دوسرے ملکوں کے وفد آتے ہیں ان کو بھی وہ اپنی زبان میں بریف کرتے ہیں ان کا ترجمان ہوتا ہے اس کے باوجود کہ وہ انگریزی بول بھی سکتے ہیں اور سمجھ بھی سکتے ہیں اور سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن ہم یہاں تک کہ احساس کمتری کا شکار ہیں تو یہ غلامانہ ذہن ہے۔ جناب اسپیکر! یہ میں غلامانہ ذہن کہتا ہوں اور پھر اتنے بڑے اداروں کے فیصلے اور آئین کی شق بھی موجود ہو۔ لہذا میری گزارش یہ ہے ممبران صاحبان سے اور یہاں جتنے بھی سیاسی جماعتوں لوگ تشریف فرما ہیں ہماری ایک اپنی قومی زبان ہے اپنی ایک قومی شناخت ہے۔ اگر قوموں کی زبان کو آپ فخر سمجھتے ہیں تو پورے پاکستان کی ایک جو زبان declare ہوئی ہے۔ اگر ہم

اس پر اپنا کام شروع کریں۔ کیا حرج ہے اس میں اور کون ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ یہ کام کیوں کرتے ہیں۔ لیکن اگر ہم دوسروں کے پیچھے جاتے ہیں اپنا کام بھی نہیں نکل سکتا ہے اور اپنے ملک کو قوم کو غلامی اور پسماندگی کی طرف لے جاتے ہیں۔ لہذا میں حکومت کے اراکین سے تمام ممبروں سے اس قرارداد پر گزارش کرتا ہوں کہ اس پر حکومتی اراکین سے کہ notification جاری کر کے کم از کم یہ کارخیز بلوچستان سے شروع ہو جائے۔ تاکہ تاریخ میں ہمارا ایک نام تو روشن ہو جائے ہماری قوم کا مستقبل تو سنور سکتا ہے۔ لہذا میری تمام دوستوں سے گزارش ہے اور ساتھ ساتھ ہمارا اجلاس بغیر ترتیب چل رہا ہے۔ یہاں جو بلوچ قوم کا کلچر ڈے جو ہوتا ہے جیسے آج رحمت بلوچ صاحب نے اتنی خوبصورت اور اچھی پگڑی باندھی ہے۔ آج کے دن کے لیے میں مستقلاً میں مبارک باد نہیں دیتا ہوں صرف آج دن کے لیے میں مبارک باد دیتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ میں یہ کہتا ہوں اگر مستقل اس کو استعمال کیا تو میں مستقل آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور میری گزارش ہے دوستوں سے قوم پرست جو دوست بیٹھے ہیں۔ اس کو بحیثیت تذلیل نہیں بلکہ ایک اچھا مشورہ یہ دوں گا کچھ دوستوں نے کہا رحمت بلوچ صاحب نے کہا کہ یہ ہمارا کلچر ہے ہم اس سے محبت رکھتے ہیں وہ ہمارے لیے بہت محبوب ہے اور ہم اس پر فخر بھی کرتے ہیں۔ بالکل اچھی بات ہے اپنے کلچر اور ثقافت یہ مذہبی حوالے سے اپنی سنت پر عملدرآمد کرنا یہ بہت اچھا اقدام ہے۔ اور خوشی قسمتی سے ہمارے بلوچ اور پشتون کا جو کلچر ہے وہ سنت کے مطابق ہے سنت پر پگڑی باندھنا سنت اور ہمارے بلوچ و پشتون کی ثقافت بھی یہی ہے۔ داڑھی رکھنا سنت ہے لیکن ہمارے بلوچ اور پشتون کی ثقافت بھی یہی ہے۔ اور شلو اور قمیص جو پہلے والی گول قمیص تھی وہ سنت ہے۔ لیکن ہماری کم از کم شلو اور قمیص تو ہے اگر سنت نبی ﷺ کے طرز پر نہیں ہے لیکن یہ بلوچ پشتون کا رواج بھی یہی ہے۔ لیکن جناب اسپیکر! میں ایک گزارش کرتا ہوں۔ کہ اگر ہم سب ہر محفل میں اور محاذ پر جا کر کے اور اس پر فخر مخصوص کریں۔ اگر سرینا میں ہوں تو بھی میرا یہی ہو اور اگر امریکہ میں ہو تو بھی میں یہی کلچر رکھتا ہوں۔ اگر میں اسلام آباد میں کسی میٹنگ میں بیٹھا ہوا ہوں تو بھی میں یہی کلچر رکھتا ہوں۔ پھر اس کا وقار اس کی عزت بلند ہو جاتی ہے اور یہ ایک محبت انداز بھی ہوتا ہے اور ہمارا بھی ایک شان ایک امتیاز اور ایک عزت ہوگی۔ لہذا میں یہی سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس کو اس طرح کرتے ہیں کہ عام حالت میں کسی اور ایسے function میں جا کر کے لوگوں کو میرے گن مین تو اس طرح کی پگڑی باندھے ہوئے ہیں وہ کلچر پر عملدرآمد کرتے ہیں۔ لیکن میں اپنے آپ کو بری الذمہ بلکہ اس پر شرماتا ہوں یہ ان کی مزید تو ہیں ہے اور یہ اس سے محبت نہیں ہے لیکن میری انتہائی گزارش یہ ہے میری رحیم زیارتوال سے بھی یہی گزارش ہے کہ کل اپنی پگڑی وہ جو ہرنائی والے ترین جو پگڑی باندھتے ہیں وہ باندھیں۔

ڈاکٹر صاحب نے کچھ گزرا کیا ہے یہ چادر تو ڈھالتے ہیں کم از کم ہم تو جانتے ہیں کہ ہے تو پشتون لیکن چمن والی لنگی ذرہ باندھ لیں آغا صاحب والوں کا تو وہ کولہ والی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قبائلوں اور ہمارے پشتون اور بلوچ اس سے ہماری اسمبلی کتنی خوب صورت لگتی ہے۔ لیکن ہم امریکہ جاتے ہیں اور جدھر جائیں تو فرق نہیں ہونا چاہیے۔ مہربانی اسپیکر صاحب۔

جناب چیئر مین: thank you اگر حکومت اس پر اپنا مؤقف دینا چاہتی ہے تو please جی رحیم زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر محکمہ تعلیم): شکریہ جناب چیئر مین! مولانا صاحب جو قرارداد لے آئے ہیں، اُس کا جو متن ہے۔ وہ راستے سے ہٹ کر ایک متن پتہ نہیں کس نے انہیں لکھایا ہے کیسے لکھا گیا ہے؟ سپریم کورٹ کے فیصلے 8 ستمبر 2015ء کی بات کر رہے ہیں۔ آئین پاکستان میں اُردو کو قومی زبان قرار داد دے دیا گیا ہے۔ اُس میں کوئی دورائے نہیں ہیں سپریم کورٹ کا جو فیصلہ ہے۔ وہ یہ ہے ”تمام دفاتر میں کاروبار اُردو زبان میں ہوگا“۔ محکمہ تعلیم کیلئے سپریم کورٹ کی طرف سے کوئی حکم نہیں ہے کہ تمام جو کورسز ہیں وہ اُردو میں ہوں۔ اور مولانا صاحب کو یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جس ماں کی گود میں جو زبان انہوں نے سیکھی ہے، اگر وہ اُس کا اس طرح احترام کرتا تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔ بہر حال وہ اپنی جگہ پر اس ملک میں ہماری مادری زبانیں ہیں۔ ہم مادری زبانوں کو 18 ویں ترمیم کے تحت ہم یہاں اُس کی کتابیں چھاپ چکے ہیں۔ پشتو، بلوچی، براہوی، سندھی، پنجابی، فارسی لیکن سپریم کورٹ کے فیصلے میں تعلیمی اداروں میں پہلے سے اُردو میٹرک تک جس طریقے سے پڑھائی جاتی ہے اُس کا ایسا کوئی فیصلہ نہیں آیا ہے۔ اور نہ ہی محکمہ تعلیم نے اس میں کوئی وہ کی ہے۔ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی جو ڈیپارٹمنٹ ہے اُس کو دفاتروں کیلئے حکم نامہ جاری کرنا ہوگا۔ اور یہ ایک دو مرتبہ زیر بحث آیا ہے۔ اور دفتری تمام کارروائی اُردو میں کریں گے، سپریم کورٹ کا حکم یہ ہے۔ دفتری کارروائی اور ایجوکیشن کے حوالے سے سپریم کورٹ کا کوئی فیصلہ نہیں ہے۔ مولانا صاحب! آپ کی جو قرارداد ہے تعلیمی زبان کے طور پر اُردو کو۔ وہ پہلے سے رائج ہے اور اس قرارداد کی گورنمنٹ کے طور پر حمایت نہیں کر سکتے۔ اور آئین پاکستان کے تحت ہم پابند ہیں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے پابند ہیں کہ ہم اپنے دفاتروں میں جو بھی کارروبار ہے یا جو بھی لکھت پڑھت ہے جو بھی ہم فائلنگ ورک کرتے ہیں اُس کو اُردو میں divert کرنا ہوگا اُردو پر لانا ہوگا اور اُردو کے طریقے سے چلانا ہوگا سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے۔ اُس کو ہم ٹھیک بھی سمجھتے ہیں اور سپریم کورٹ نے اس debate میں ہمارے صوبے کا نام لیا تھا اور appreciate کیا تھا ”کہ ایک صوبہ جس میں مادری زبانوں

کو اہمیت دی اور قانون پاس کروایا۔ اور مادری زبانوں کو اسکولوں میں رائج کیا اُس کی کتابیں رکھ دیں۔ اور اُن کی کتابیں چھاپ لیں۔ اس طریقے سے باقی ملک میں بھی جو قومی زبانیں ہیں، مادری زبانوں کو رائج کرنا اُنکی بھی ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ اس صوبے نے کیا ہے۔ تو یہ کریڈٹ جاتا ہے ہماری گورنمنٹ کو اس صوبے کو اور اُس وقت وزیر اعلیٰ ڈاکٹر عبدالمالک تھے ان کو اور انکی ٹیم کو۔ اب ہم اُسکو follow-up دے رہے ہیں۔ تو یہ قرارداد اس حوالے سے اُس کی موزونیت نہیں بنتی اور گورنمنٹ کے طور پر ہم اس قرارداد کو اس طریقے سے پاس نہیں کر سکتے اور باقی جو کام ہیں، میں ensure کرواتا ہوں کہ دفاتروں میں یہ کام۔ دومرتبہ زیر بحث آیا ہے جو آپ کی مشینیں ہیں اُن کی خریدنے کی ضرورت ہے اور ٹائپس کو تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ وہ ٹائم ہم نے مانگا ہے اور اُس کو ہم کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال دفاتروں میں تمام کارروائی اُردو میں رائج کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی سردار کھیتر ان صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان: جناب چیئرمین! جو قرارداد ہمارے مولانا صاحب لے آئے ہیں۔ رحیم صاحب اس کی وضاحت کر رہے تھے۔ ممکن ہے لفاظی میں اس طرح ہو بنیادی ہمارا مقصد یہ ہے۔ ہم جمعیت علماء اسلام کبھی اس چیز کے خلاف نہیں رہی ہے کہ تعلیمی اداروں میں انگریزی، اُردو، فارسی، عربی ان پر قدغن لگائی جائے ہرگز نہیں۔ میں یہ وضاحت کرتا ہوں ہم صرف دفتری استعمال کی حد تک اور اس ملک کی عدالت اعظمیٰ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ فیصلہ من و عن لاگو ہونا چاہئے اُس کے احترام میں اس ملک کے آئین پاکستان کی رو سے قومی زبان اُردو ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ سپریم کورٹ کے پاس کوئی ڈنڈا نہیں ہے کہ وہ برسائے کسی کو زبردستی اپنے فیصلے implement کس نے کرنا ہے۔ حکومت وقت نے کرنا ہے سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ آ گیا۔ اب صوبائی حکومت کا یہ فرض بنتا ہے۔ نہ یہ سنت ہے نہ نفل ہے نہ فرض ہے کہ وہ عدالت اعظمیٰ کے فیصلوں کا احترام کرائے۔ جناب چیئرمین! آپ خود ماشاء اللہ پڑھے لکھے جانیدہ ہیں۔ چند دن تو ایس اینڈ جی اے ڈی میں میرے خیال میں میمن صاحب کا وقت تھا یہ معتمد اور یہ سلسلہ چلتا رہا اُس کے بعد باقی ڈیپارٹمنٹ میں کوئی خاص عملدرآمد نہیں ہوا اُس کے دیکھا دیکھی اب دیکھے گریڈ-16 اور اُس سے نیچے گریڈ میں ڈیپارٹمنٹ کرتے ہیں گریڈ-17 اور اس سے اوپر ایس اینڈ جی اے ڈی کرتا ہے اب ایس اینڈ جی اے ڈی کا میں رحیم صاحب کو گوش گزار کروں گا کہ کل notification چیف سیکرٹری صاحب میرے خیال آج تشریف لے جائینگے۔ اُن کی اگلی جائے تعیناتی ہے وہ بڑی شدت سے انتظار کر رہے ہیں۔ تو کل جو اُس نے notification کیا ہے وہی جو دو شخصیت کو واپس اپنے ڈیپارٹمنٹ میں لے آیا ہے زاہد سلیم اور واحد صاحب اُس notification کو

دیکھ لیں وہ انگریزی میں ہے۔ آج بہت ساری کارروائیاں ہوئی ہیں کچھ لوگ معطل ہوئے ہیں پتہ نہیں کیا کیا ہوا ہے۔ چیئر مین صاحب! میں سمجھتا ہوں یہاں نہ کوئی عدالت عظمیٰ ہے نہ اور جیسے ہمارے فاضل دوست نے کہا یہاں کچھ نہیں ہے یہ 65 کا ایوان ہے جو صوبائی حکومت کے ماتحت ہے آج تک یہ کرسیاں خالی پڑی ہیں۔ آئندہ تو ہم آپ سے گزارش کریں گے کہ ہم لوگوں سے جو ملنے والے آتے ہیں۔ اُدھر بٹھا دیں کم از کم وہ نیلا رنگ تو چپ جائے۔ کیونکہ میں نے ادھر بیٹھ کر احتجاج بھی کیا پھر ساتھیوں نے کہا سرفراز صاحب نے کہا خود ڈاکٹر صاحب نے فرمایا وہ کہتے ہیں آپ کون ہیں آپ کی حیثیت کیا ہے۔ وہ تکلیف ہی گوارا نہیں کرتے ہیں آج مثال کے طور پر P&D کے سوالات تھے ACS کو ہونا چاہئے وہ ہمارے دوست ہے بھائی ہے ایجوکیشن والے کو آنا چاہئے اور پوائنٹ آف آرڈر پر اس معزز ایوان میں ہم کھڑے ہو کے اپنے مسائل آپ سے لیکر ہم سے لیکر ہم یہاں نشاندہی کرتے ہیں۔ یہاں سے اخبار پھر ایک صاحب ہیں پھر یہ پتہ نہیں کس طریقے سے اُس کا سلسلہ میں نہیں بولتا ہوں۔ اُس کی مرضی ہے جس کی تصویر لگا دیتا ہے دو لائن لگا دیتا ہے۔ جس نے وہ اُس کے ساتھ نہیں کیا ہے کچھ نہیں نہ فوٹو لگتا ہے نہ خبر لگتی ہے۔ ہمارے اکابرین کی جو تقریریں تھیں اب وہ کتاب کی صورت میں چھپ رہے ہیں۔ ابھی آرہے ہیں تو ہم یہاں جو بولتے رہتے ہیں یہ چھپتے چھپتے ہماری تیسری نسل آجاتی ہے۔ تو چیئر مین صاحب! یہاں میں نے نشاندہی کی ایک افسر کی آج تک وہ افسر اپنی جگہ پر ہے۔ ویسے ہی اُس کے پاس ٹرانسپورٹ ہے ATF کا انچارج ہے۔ آج مجھے۔۔۔

جناب چیئر مین: سردار صاحب! please آپ قرارداد پر بات کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیران: آج مجھے بکتر بند گاڑی لینے آئی۔ چیئر مین صاحب! نہ اُس کی بیٹری ہے نہ سیٹیں ہیں دھکے لگا رہے تھے۔ میں نے کہاں اسمبلی لیٹ ہو رہی ہے مطلب ہے کہ پنجاب میں یہ گاڑی۔۔۔

(اذان عشا)

جناب چیئر مین: سردار صاحب! آپ قرارداد پر آئیں۔

سردار عبدالرحمن کھیران: میں Windup کر رہا ہوں۔ چیئر مین صاحب! میں آپ کو گوش گزار کر رہا تھا۔ یہاں کچھ نہیں۔ کہتے ہیں نکار خانے میں طوطی کی آواز والی بات ہے۔ یہ آپ کا مائیک سسٹم یہاں لگا ہوا ہے ابھی آخری پارلیمانی سال شروع ہو گیا ہے کہ جی وہ بیچ بھی تبدیل ہو رہی ہے یہاں انٹرنیٹ بھی ہوگا۔ اور مائیک بھی ہوگا اچھا ادھر ڈاکٹر صاحب جب بولتے ہیں تو ہم کانوں کو وہ مشین لگا کر کوشش کرتے ہیں وہ آواز ہم تک نہیں پہنچتی۔ تو پانچ سال ہمارے یہاں ہو گئے۔ ابھی آئیو اے قسمت والے کون ہو گئے کون نہیں ہو گئے۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! please! آپ قرارداد پر آئیں۔

سردار عبدالرحمن کھیزان: یہ قرارداد اسی حساب سے implement کرادوں چیئرمین صاحب! گزارش

ہے کہ یہ notification کرادے آپ کے your good office سے ایک حکم نامہ چلا جائے As a

Speaker کہ جی آئندہ کوئی Letter انگریزی میں آیا وہ قبول نہیں کیا جائے۔ سختی تھوڑی سے کریں سب

ٹھیک ہو جائے گا۔ thank you

جناب رحمت علی صالح بلوچ: اجازت ہے۔

جناب چیئرمین: جی رحمت صاحب۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب چیئرمین! آپ کسٹوڈین ہیں ایک matter کورٹ کا ہے۔ اُسکو ہم

debate نہیں کر سکتے۔ سپریم کورٹ عدالت عظمیٰ نے جو فیصلہ دیا ہے۔ اُس میں من و عن کینٹ نے فیصلہ

دیا ہے۔ اور یہ فیصلہ ہو چکا ہے کینٹ سے اور صوبائی حکومت نے اپنی ذمہ داری پوری کی ہے۔ اور میں آپ کو یہ

بتا دوں کہ سات ہزار LHW کو جب ہم نے کنفرم کیا ہے۔ سب کے آرڈرز ہم نے اُردو میں کئے ہیں ابھی

جتنے اضلاع کے آرڈر ہو گئے ہیں وہ سارے notification اُردو میں ہیں۔ سپریم کورٹ کا جو حکم ہے اُس کو

زیر بحث لایا نہیں جاسکتا اور اس حکم کی تعمیل صوبائی حکومت من و عن کریگی انشاء اللہ۔

جناب چیئرمین: جی مولانا صاحب۔

مفتی گلاب خان: یہ قرارداد جو مولانا صاحب لائے ہیں یہ بہت اہم قرارداد ہے۔ ابھی تک اسے عملی طور کوئی

مظاہرہ نہیں ہوا ہے۔ جتنی بھی دفتری کارروائی ہے وہ انگلش میں ہوتی اور تمام Letters انگلش میں آتے ابھی

تک اس پر عمل نہیں ہوا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس پر عملی طور پر مظاہرہ بھی دیکھنا چاہئے

لیکن ابھی تک اس پر عملی مظاہرہ نہیں ہوا ہے۔ ہم جتنی بار ملک سے باہر گئے ہیں وہاں جو قومیں ہیں وہ اپنی قومی

زبان پر فخر کرتی ہیں اور اپنی ایک شناخت رکھتی ہیں۔ کہ ہماری قومی زبان ہے اُن کو انگلش آتی تھی لیکن وہ انگلش

نہیں بولتے تھے اس کے باوجود بھی درمیان میں ایک مترجم رکھتے اُن سے وہ translate کرواتے تھے اپنی

قومی زبان میں۔ جو delegation آیا ہوا ہے یا جو مہمان ہیں تاکہ وہ اُنکو سمجھائیں اور اُن کی اگر قومی زبان

فارسی تھی وہ فارسی بولتے تھے۔ اگر چینیز تھی تو چینیز بولتے تھے۔ اسی طرح جو زبان تھی اُن کی قومی وہ اُس پر فخر

کرتے تھے۔ انگلش نہیں بولتے تھے تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم پاکستانی ہیں بحیثیت ایک پاکستانی قوم کے ہم فخر یہ

طور پر اُردو کو اس طرح رائج کریں جیسے دیگر قومیں اس پر فخر کرتی ہیں۔

وزیر محکمہ تعلیم: جناب چیئرمین! سردار صاحب نے جو باتیں یہاں رکھی ہیں اس حوالے سے پھر سے میں نے آپ کو وضاحت کر دیں۔ جہاں جہاں ہمارے پاس چیزیں available ہیں ہم اس پر جا رہے ہیں اس کیلئے ٹریننگ چاہیے اردو کی typist جو ہمارے پاس موجود ہیں انگریزی والے موجود ہیں لیکن اردو والے بہت ہی کم ہے اور دوسری اس کے ساتھ translation کی یہ تمام چیزیں سپریم کورٹ نے یہاں تک کر دی ہیں۔ جناب چیئرمین! کہ آپ کے لئے تمام بکس اردو میں ہوگی۔ اب تمام بکس اردو میں ہوگی لاء ڈیپارٹمنٹ پورے ملک میں کہیں پر اب تک نہیں کر سکا ہے اس کیلئے بہت بڑی مہارت کی ضرورت ہے اردو لکھنے اور ٹائپ کرنے اور اس کی تو مولانا صاحب سے گزارش یہ ہے کہ وہ اپنی اس قرارداد پر زور نہ دیں ہم پہلے سے یہ کر چکے ہیں اس پر جا رہے ہیں اور اردو کو دفتر میں رائج انشاء اللہ و تعالیٰ کریں گے سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے اور آئین پاکستان کے تحت اردو کو قومی زبان declare کیا گیا ہے اس میں دورائے نہیں ہو سکتی۔ البتہ میرے ڈیپارٹمنٹ سے اس کا تعلق نہیں ہے میں جو کچھ کر رہا ہوں جو جس طریقے سے آئیگا اس طریقے سے میں انشاء اللہ و تعالیٰ کرتا رہوں گا اور اٹھارہویں ترمیم کے تحت جو کام تھے وہ ہم سرانجام دے چکے ہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! کیا آپ کے حکومتی موقف کے بعد عدالت عظمیٰ کے فیصلے پر صوبائی حکومت عملدرآمد کر رہی ہے کام کر رہی ہے کیا آپ اپنی قرارداد واپس لیں گے کیونکہ کینٹ کا موقف بھی آیا کینٹ نے پاس بھی کیا ہے جو سپریم کورٹ کا فیصلہ تھا اس پر عملدرآمد بھی ہوا یا نہیں اب تقریباً جتنے بھی جیسے کہ منسٹر صاحب نے کہا ایک ذمہ دار آدمی ہیں کہ جو ہمارے آرڈرز ہیں اردو میں جا رہے ہیں تو آہستہ آہستہ اس پر implementation تو ہو رہی ہے مولانا صاحب! آپ کیا کہتے ہیں۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! ہمارے ملک کے جتنے بھی معاملات ہیں یہ مصلحت کی وجہ سے ہم اب ایک عدالت عظمیٰ نے جو فیصلہ کیا میرے خیال میں یہ گزارش میرے سے نہیں یہ گزارش انہی سے کہ وہ فیصلہ آیا ہوا ہے عملدرآمد کرانے کیلئے ہم قرارداد پیش کرتے ہیں میرے خیال میں یہ نہ رحیم صاحب کیلئے کوئی تکلیف کا باعث بنے گی ایک سپریم کورٹ کیونکہ سپریم کورٹ نے تو ان تمام حالات کا جائزہ لیا ہوگا کہ کتنے لوگ اردو کے ہیں سب کچھ ہے لیکن یہ غلامانہ ذہن ہے اور وہ تبدیل کرنا پڑیگا یہ اس مشکل میں پڑ جائیگا میں واپس نہیں لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: رائے لے لیں۔ آیا قرارداد نمبر 125 منظور کی جائے۔ ہاں یا نہیں؟

قرارداد نمبر 125 منظور نہیں ہوئی۔ جی محمد خان لہڑی صاحب! صرف point of Order لے لیتا ہوں پھر

سب سے request کرتا ہوں اس کے بعد میں آپ کو فلور دے دیتا ہوں۔
 حاجی محمد خان اہڑی: آج تقریباً تین ہفتے گزر گئے ہیں حکومت سندھ نے بلوچستان کا پانی اس کو اسکے مکمل کوٹہ
 اس کو نہیں دے رہا ہے۔ ریکارڈ 1991ء کے تحت ”ارسا“ صوبہ بلوچستان جو پٹ فیڈر کینال کا ہے خریف
 کیلئے، رینج کیلئے۔

مفتی گلاب خان کا کڑ: چیئرمین صاحب! کورم پورا نہیں ہے۔
 جناب چیئرمین: پانچ منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی جائیں لہذا پانچ منٹ ہم انتظار کر لیتے ہیں اسکے بعد پندرہ
 منٹ کا وقفہ کرتے ہیں۔ پندرہ منٹ پورے ہوئے ہیں۔ عدم کورم کی وجہ سے اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ
 4 مارچ 2017ء بوقت صبح 11:00 بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 8 بجکر 32 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

